عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا مفتی عبدالشکورؒ

جلد: ۴۲ | ۲۵ شوال تا یکم ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۱۹

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

امام مہدی ثانی کا دعویٰ

س:......عرض یہ ہے کہ: احمد سعید رضوی وارثی صاحب نے میڈیا میں بیان دیا ہے کہ: ’’مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ تم امام مہدی ثانی ہو۔‘‘ (نعوذ باللہ من ذالک) اور تمہیں یہ مسند تفویض کی جاتی ہے۔ مجھے ان کے بیان کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں اور میری رہنمائی فرمائیں۔ ان کے دعوے اور تصاویر پر مشتمل پمفلٹ بھی منسلک کر رہا ہوں۔

ج:......واضح رہے کہ شریعت اسلام میں امام مہدی ثانی جیسی کسی شخصیت کا ثبوت موجود نہیں اور نہ ہی ایسا کوئی منصب یا مسند ہے کہ جس پر امت مسلمہ کو ایمان لانا اور یقین کرنا ضروری ہو۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں احمد سعید رضوی صاحب نے اگر واقعتاً میڈیا میں خود کو امام مہدی ثانی باور کرانے کی کوشش کی ہے تو یہ شرعاً غلط ہے انہیں ایسی گمراہ کن بات سے توبہ کرنی چاہئے کہ جس کی وجہ سے امت مسلمہ فتنہ وفساد میں مبتلا ہو اور لوگوں کو ان کی اس بات پر بالکل بھی یقین نہیں کرنا چاہئے۔ خواب شرعاً کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے خواب سے کسی شرعی حکم کو ثابت کرنا جائز نہیں۔

جیسا کہ ملاعلی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ’’ولذا لم یعتبر احد من الفقہاء جواز العمل فی الفروع الفقہیۃ بما یظہر للصوفیۃ من الامور الکشفیۃ او حالات المنامیۃ۔‘‘ (مرقاۃ، ج:۹، ص:۳۵۸، کتاب الفتن)

ترجمہ: ’’اور اسی وجہ سے کسی ایک فقیہہ نے بھی کسی شرعی مسئلہ پر عمل کرنا جائز نہیں سمجھا کہ جو صوفی حضرات امور کشفیہ یا خواب کے حالات کے طور پر بیان کریں۔‘‘

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام مہدی ثانی کا دعویٰ شرعاً بالکل غلط ہے اور لوگوں کو اس فتنہ سے بچنا اور بچانا واجب ہے۔ ایسے شخص کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے تاکہ امت مسلمہ شرور اور فتن سے محفوظ رہے۔

تین طلاق شدہ خاتون عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے

س:......میں اپنی امی کے گھر میں گئی ہوئی تھی کیونکہ میرے شوہر سے میری لڑائی ہوگئی تھی، ان کے دوسری لڑکیوں کے ساتھ تعلقات ہیں، جو میرے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ ایک روز وہ اپنے دوست کے ساتھ امی کے گھر آیا اور بہت شور شرابا کیا اور مجھ سے موبائل لے لیا اور مجھے تین طلاق دے کر چلا گیا۔ میں ان دنوں مخصوص ایام میں تھی، مجھے معلوم کرنا ہے کہ مجھے طلاق ہوچکی ہے یا نہیں؟ میرے سسرال والے کہتے ہیں کہ میں سسرال جا کر عدت پوری کروں تاکہ شوہر اگر مجھے منائے تو صلح ہوسکتی ہے؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر سائلہ کی بات حقیقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں اسے تین طلاق ہوچکی ہیں اور وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے، اب ان کے درمیان صلح نہیں ہوسکتی۔ عورت چونکہ حیض کی حالت میں تھی۔ اس لئے یہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا بلکہ پاکی کے بعد مزید تین بار حیض عدت شمار کرنی ہوگی۔ عدت پوری کرنے کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ عورت کے سسرال والوں کا یہ کہنا کہ شوہر اگر چاہے تو صلح ہوسکتی ہے، شرعاً غلط ہے۔ حلالہ شرعیہ کے بغیر ان کے درمیان دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۲۵؍شوال تا یکم ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۳ء شمارہ: ۱۹

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آل پاکستان ختم نبوت کورس، چناب نگر	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسوۂ نبوی اور رفاہی ریاست	۸	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مولانا حُسن الرحمٰنؒ بھی رخصت ہوگئے	۱۳	مولانا قاری فیض اللہ چترالی
حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، باغ آزاد کشمیر	۱۹	مولانا محمد عادل خورشید
قادیانی ملزم وکیل کو جیل بھیجنے کا حکم	۲۱	ادارہ
سابق وفاقی وزیر مولانا مفتی عبدالشکورؒ	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاری جمیل الرحمن اخترؒ	۲۴	〃 〃 〃 〃 〃
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۵	〃 〃 〃 〃 〃

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۵

ابتدائے ہجرت سے وصالِ نبوی تک کے واقعات ان غزوات میں، جن میں رسول اللہ ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوئے

تنبیہ ۱:۔۔۔جن غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس شریک ہوئے انہیں محدثین کی اِصطلاح میں ''مغازی'' اور ''غزوات'' کہا جاتا ہے، اور جن میں بذاتِ خود شرکت نہیں فرمائی بلکہ اپنے صحابہؓ کو اَمیرِ لشکر بنا کر بھیجا، وہ ان کی اصطلاح میں ''سرایا'' اور ''بعوث'' کہلاتے ہیں۔

تنبیہ ۲:۔۔۔یہ بھی یاد رہے کہ اِبتدائے اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کفار سے قتال جائز نہیں تھا، جوازِ قتال کا حکم صفر ۲ھ میں اس آیت کے ذریعے ہوا:

''اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا، وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ۔'' (الحج:۳۹)

ترجمہ:۔۔۔''(اب لڑنے کی) ان لوگوں کو اِجازت دی جاتی ہے جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے، اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کردینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

یہ پہلی آیت ہے جو اس سلسلے میں نازل ہوئی، جیسا کہ عنقریب آتا ہے۔

تنبیہ ۳:۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ''غزوات'' کی تعداد، ان لوگوں کے قول پر جو غزوۂ اَحزاب اور غزوۂ قریظہ کو یا غزوۂ خیبر اور غزوۂ وادی القریٰ کو ایک سمجھتے ہیں، ستائیس ہے، اور ان حضرات کے قول کے مطابق جو ان میں سے کسی ایک کو دو قرار دیتے ہیں، اَٹھائیس ہے، جیسا کہ ہم ہر ایک کی تفصیل الگ الگ فصل میں ذکر کریں گے۔

ف:۔۔۔ مذکورہ بالا اَٹھائیس غزوات کی ترتیب وار فہرست یہ ہے: ۱:۔۔۔غزوۃ الابواء، جسے غزوۂ وَدّان بھی کہتے ہیں۔ ۲:۔۔۔غزوۂ بواط۔ ۳:۔۔۔غزوۂ سفوان، یہ غزوۂ بدرِ اُولیٰ بھی کہلاتا ہے۔ ۴:۔۔۔غزوۃ العشیرہ۔ ۵:۔۔۔غزوۂ بدرِ کبریٰ۔ ۶:۔۔۔غزوۂ بنی سلیم، جسے قرقرۃ الکدر بھی کہتے ہیں۔ ۷:۔۔۔غزوۃ السویق۔ ۸:۔۔۔غزوۂ غطفان یا غزوۂ ذی اَمر۔ ۹:۔۔۔غزوۃ الفرع، حجاز کے علاقے بحران میں۔ ۱۰:۔۔۔غزوۂ بنی قینقاع۔ ۱۱:۔۔۔غزوۂ اُحد۔ ۱۲:۔۔۔غزوۂ حمراء الاسد۔ ۱۳:۔۔۔غزوۂ بنی نضیر۔ ۱۴:۔۔۔غزوۂ بدر صغریٰ۔ ۱۵:۔۔۔غزوۂ دومۃ الجندل۔ ۱۶:۔۔۔ غزوۂ بنی المصطلق، یہی غزوۂ مریسیع کہلاتا ہے۔ ۱۷:۔۔۔ غزوۂ خندق۔ ۱۸:۔۔۔ غزوۂ بنی قریظہ۔ ۱۹:۔۔۔ غزوۂ بنی لحیان۔ ۲۰:۔۔۔غزوۂ حدیبیہ۔ ۲۱:۔۔۔ غزوۂ ذی قرد۔ ۲۲:۔۔۔ غزوۂ خیبر۔ ۲۳:۔۔۔ غزوۂ وادی القریٰ۔ ۲۴:۔۔۔ غزوۂ ذات الرقاع۔ ۲۵:۔۔۔غزوۂ فتحِ مکہ۔ ۲۶:۔۔۔غزوۂ حنین۔ ۲۷:۔۔۔غزوۂ طائف۔ ۲۸:۔۔۔غزوۂ تبوک۔ ان میں بعض محدثین کے نزدیک کچھ تقدیم وتاخیر بھی ہے، اس کا بیان مفصل آئے گا، اور حرکات کا ضبط بھی اِن شاء اللہ تعالیٰ، یہ باب میں نے آٹھ فصلوں پر ترتیب دیا ہے۔

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تیسواں سالانہ

آل پاکستان ختم نبوت کورس، چناب نگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حسب سابق امسال سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر ۵ تا ۲۶ ر شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶ رفروری تا ۱۹ ر مارچ ۲۰۲۳ء کو مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ دارالمبلغین کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔تیسواں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کورس کا آغاز صبح آٹھ بجے ۵ ر شعبان بروز ہفتہ اور اختتام ۱۱ بجے دن دوپہر ۲۶ ر شعبان بروز اتوار رہا۔یوں ۲۳ دن علم وفضل کی یہ شاندار کلاس جاری رہ کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ ۳ ر شعبان جمعرات شام کو شرکاء کرام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، داخلہ کا عمل جمعہ کے روز شروع ہوا، اتوار شام کو بند کردیا گیا۔اس کے باوجود بعد میں بھی بعض رفقاء تشریف لائے جب داخلہ بند ہو چکا تھا۔انہیں رہائش، خوراک اور تعلیم کی سہولت دی گئی، داخلہ، امتحان، سند، وظیفہ اور کتب کی سہولت سے معذرت کرلی گئی۔ان حضرات کے اخلاص کا یہ عالم کہ اس کے باوجود بھی وہ شریک درس رہے۔حق تعالیٰ ان کو اس کی بہت جزائے خیر دیں۔

حسب سابق مولانا الیاس الرحمٰن (چناب نگر)، مولانا محمد وسیم اسلم (مبلغ ملتان)، مولانا شیر عالم (چناب نگر)، مولانا خالد عابد (مبلغ سرگودھا)، مولانا محمد طارق (مبلغ راولپنڈی)، مولانا شرافت علی (مبلغ نارووال)، مولانا محمد اویس (مبلغ کوئٹہ)، مولانا محمد وقاص مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر نے داخلہ اور رہائش کا عمل مکمل کیا۔رجسٹر حاضری، رجسٹر داخلہ، رجسٹر امتحان وسند کی تکمیل مولانا غلام رسول صاحب دین پوری کی زیر سرپرستی مولانا شیر عالم اور مولانا محمد وسیم اسلم نے کی۔

مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور، مولانا فضل الرحمٰن منگلا مبلغ ننکانہ وشیخوپورہ، مولانا صغیر احمد چناب نگر نے مطبخ میں خورونوش اور مہمانان گرامی کو سہولیات بہم پہنچانے کے فرائض سرانجام دیئے۔

حضرت مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ مرحوم کی وفات کے باعث ان کی جگہ ڈیوٹی مولانا فضل الرحمٰن منگلا نے انجام دی اور اس نئی ذمہ داری کو خوب نبھایا۔آپ نے طلباء کرام کے نمازوں کے لئے بروقت پہنچنے، یومیہ شام کو پروجیکٹ پر تعلیم اور آخری دو دن مکتبہ پر ڈیوٹی دی اور کامیاب رہے۔الحمدللہ!

خصوصی مہمانان گرامی کی ضیافت کی خدمت کے لئے جناب حافظ محمد عدنان خادم مدرسہ چناب نگر متحرک رہے۔امسال خصوصی مہمانان گرامی کی ضیافت کی خدمات شعبہ حفظ کے اساتذہ وطلباء سے ترک کردی گئیں تاکہ ان کا نظام تعلیم متاثر نہ ہو۔البتہ صبح ناشتہ، دوپہر اور شام کے عمومی کھانا کی تقسیم کا عمل ایک ایک ہفتہ ایک ایک حفظ کی کلاس کے اساتذہ اور طلباء نے حسب سابق سرانجام دیا۔

حسب سابق امسال بھی پہلا سبق مولانا محمد شاہد ندیم مدرس جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی نے پڑھایا۔مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد وسیم اسلم کے اسباق ایک ایک ہفتہ یا نصف ہفتہ تک ہوتے رہے۔البتہ مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا توصیف احمد، مولانا فضل الرحمٰن منگلا کے دروس پورے کورس کے دوران جاری رہے۔ پروجیکٹر پر مولانا فضل الرحمٰن، مولانا توصیف احمد کے بیانات ہوتے رہے۔نصف گھنٹہ کا ایک پیریڈ مفتی دین محمد ٹل والوں نے بھی پڑھایا۔

مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن ٹنڈو آدم، مولانا عادل خورشید مبلغ آزاد کشمیر، مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز فیصل آباد، مولانا قاضی ہارون الرشید راولپنڈی، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، جناب حسن رانا لاہور (ختم نبوت ٹی۔وی)، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ کا ایک ایک بیان ہوا۔البتہ جناب محمد متین خالد اور مولانا رضوان عزیز، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ کے دو دو بیانات ہوئے۔ ہر ہفتہ کی پڑھائی کا امتحان علیحدہ علیحدہ ہوا، تینوں امتحانات کے نمبروں کو جمع کر کے پاس، فیل اور اوّل، دوم، سوم کی پوزیشنوں کا تعین کیا گیا۔

امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پندرہ پندرہ رفقاء پر مشتمل گروپ تیار کر کے ان سے تقاریر کرائی گئیں۔ پھر ہر گروپ سے ساتھی لے کر ان کے تقریری مقابلہ کا اہتمام کیا گیا۔امتحانات اور رزلٹ کے نظم کی سرپرستی مولانا غلام رسول صاحب نے انجام دی۔تقاریر اور دیگر کورس کے تمام امور پر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی نگرانی رہی۔اس دوران وہ گردونواح کی تحصیل یا قصبات کی سطح تک کی شبانہ کانفرنسوں میں شریک بھی رہے۔

ختم نبوت کانفرنسیں:

امسال فقیر راقم کو کورس کے رفقاء کی غلامی کے علاوہ کورس کے دوران: (۱) چک ۸۶ جنوبی سرگودھا مرکز اہل سنت، (۲) حافظ آباد، (۳) لاہور بلال گنج، (۴) ہری پور ہزارہ، (۵) اچھروال، (۶) ستیانہ، (۷) سرگودھا جامع مسجد عثمانیہ، (۸) اقراء روضۃ الاطفال سرگودھا، (۹) دھریمہ ضلع سرگودھا، (۱۰) لاہور بھسین، (۱۱) ختم نبوت ٹی۔وی لاہور، (۱۲) علی پور مظفر گڑھ، (۱۳) دہلی مسجد چنیوٹ، (۱۴) چک نمبر ۴۶ اڈا سرگودھا، (۱۵) چکوال مسجد عمرؓ خلافت راشدہ کانفرنس، (۱۶) ملہوآنہ موڑ جامع مسجد نقشبندی اجتماع۔ان اہم تبلیغی پروگراموں اور ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کرنے کی بھی اللہ نے توفیق سے سرفراز فرمایا۔

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بھی کورس کے دوران خوشاب علماء کنونشن، لاہور بھسین، ہڈالی، میانہ گوندل، بھلوال، جوہر آباد اور بھیرہ میں ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب فرمایا۔دن کو کورس کے نظم کو سرانجام دیتے اور رات کو ان پروگراموں کو شرف رونق بخشی۔

اختتامی تقریب:

امسال ۱۹/اکتوبر ۲۰۲۳ء کو صبح آٹھ بجے اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں شرکاء حضرات کو انعامی کتب، سندات اور پوزیشن ہولڈر حضرات کو انعامی کتب پیش کی گئیں۔ اجلاس کی صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہم نے فرمائی۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے امیر مولانا مفتی محمد ظفر اقبال بانی جامعۃ السراج چیچہ وطنی نے صدارت فرمائی۔

تقریری مقابلہ اور تحریری امتحانات میں جن حضرات نے اوّل، دوم، سوم پوزیشن حاصل کی ان کی تفصیل یہ ہے:

تقریری مقابلہ...... پوزیشن ہولڈر طلباء کرام:

نمبر شمار	رول نمبر	نام مع ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر
۱	۷۹	مولانا محمد سعید بن حمید اللہ	باجوڑ	۹۲ اول
۲	۳۵۴	مولانا عصمت اللہ بن پیر غلام	ٹانک	۸۸ دوم
۳	۴۸۳	مولانا امیر حسن بن امیر حمزہ	کراچی	۸۷ سوم

تحریری امتحان...... پوزیشن ہولڈر طلباء کرام:

نمبر شمار	رول نمبر	نام مع ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر
۱	۵۵۵	مولانا عبدالغنی بن گل روز خان	کوہاٹ	۲۸۵ اوّل
۲	۴۸۵	مولانا حضرت عمر بن علی حضرت	لوئر دیر	۲۸۱ دوم
۳	۶۲	مولانا محمد خان بن محمد شفیع	ڈی۔جی خان	۲۷۹ سوم

مہمانان گرامی اختتامی تقریب:

کورس میں مندرجہ مہمانان گرامی نے شرکاء کورس میں کتب، انعامات اور سندات تقسیم فرمائیں:

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، مولانا قاری عبدالحمید حامد چنیوٹ، حاجی محمد سلیم چنیوٹ، مولانا خالد محمود لاہور، قاری وقار سعید لاہور، جناب خالد مسعود تلہ گنگ، مولانا عنایت اللہ مبلغ کوئٹہ، مولانا مفتی ظفر اقبال چیچہ وطنی، مولانا مفتی سیف اللہ خالد چنیوٹ، مولانا بصیر خان پشاور، مولانا عبداللہ خان، مولانا مفتی محمد امجد پشاور، قاری محمد جعفر چنیوٹ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی فیصل آباد، مولانا عطاء الرحمٰن صدیقی چک ۴۶ سرگودھا، مولانا عبیداللہ لاہور، حاجی محمد منشاء چنیوٹ، حاجی محمد جمیل چنیوٹ، قاری افتخار رشیدی لاہور نے دعا کرائی۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

اسوۂ نبوی اور رفاہی ریاست!

بیان:..... مرکزی جامع مسجد محمدیہ، قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

بعد الحمد والصلوۃ! میرے لیے سعادت کی بات ہے کہ اس دینی اور علمی مرکز میں ایک دفعہ پھر حاضری کا موقع ملا۔ وقتاً فوقتاً یہاں حاضر ہوتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حاضری قبول فرمائیں اور مقصد کی باتیں کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں اس حاضری کی دعوت پر مولانا قاضی عطاء المحسن کا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ میں نے ان کے ساتھ مشورے سے ہی اس موضوع کا انتخاب کیا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ہزاروں پہلوؤں میں سے ایک پہلو آج دنیا میں بہت ڈسکس ہو رہا ہے کہ رفاہی ریاست کیا ہوتی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کیا ماڈل پیش کیا ہے؟ جسے ویلفیئر اسٹیٹ اور فلاحی حکومت و ریاست کہا جاتا ہے وہ کیا ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کیا ہدایات دی ہیں؟ اس پر چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

پہلے یہ دیکھیں کہ ریاست اور رفاہی ریاست میں کیا فرق ہوتا ہے؟ کسی بھی ملک کی حکومت اور ریاست کے تین چار بنیادی کام سمجھے جاتے ہیں: (۱) سرحدوں کی حفاظت (۲) ملک میں امن قائم کرنا (۳) ظلم زیادتی ہو تو انصاف فراہم کرنا (۴) لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکنا (۵) اور لوگوں کو زندگی کی سہولتیں زیادہ سے زیادہ فراہم کرنا۔ یہ ریاست کا بنیادی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ یعنی کسی ریاست کی بنیادی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ سرحدوں کی حفاظت کرے تاکہ کوئی باہر سے حملہ نہ کرے، ملک کے اندر امن ہو، بدامنی نہ ہو، ظلم و زیادتی اور فساد نہ ہو، لوگ ایک دوسرے پر ظلم زیادتی کریں تو مظلوم کو انصاف فراہم کیا جائے اور ظالم کو اس کے جرم کی سزا ملے جو کہ عدلیہ کا کام ہوتا ہے، ملک کی حدود میں رہنے والوں کو زندگی کی سہولیات آسانی سے فراہم ہوتی رہیں اور ان سہولیات کو حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ ریاست کا عام تصور ہے۔

ویلفیئر اسٹیٹ اور رفاہی ریاست کا دائرہ اس سے آگے ہے۔ ایک رفاہی ریاست اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کی ضمانت دیتی ہے۔ ایک ہے سہولیات فراہم کرنا کہ لوگوں کو کوئی چیز حاصل کرنے میں دقت نہ ہو اور ایک یہ ہے کہ حکومت خود ذمہ داری اٹھائے کہ یہ سہولیات ہم فراہم کریں گے۔ گورنمنٹ اور ریاست لوگوں کی بنیادی ضروریات کی گارنٹی دے اور ذمہ داری اٹھائے کہ ہم فراہم کریں گے، یہ رفاہی ریاست ہوتی ہے جسے ویلفیئر اسٹیٹ کہا جاتا ہے۔ دنیا میں آج بہت سی ویلفیئر اسٹیٹس موجود ہیں۔ جب پاکستان قائم ہوا تو قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم نے بھی اس کے لیے "اسلامی فلاحی ریاست" کی اصطلاح استعمال کی تھی، اللہ کرے کہ پاکستان ایسی ریاست بن جائے۔

اس حوالے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کیا ہے؟ اس کو دو تین دائروں میں عرض کروں گا:

پہلی بات یہ کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عرصہ یہ معمول رہا کہ کسی مسلمان کا جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لاتے تو پہلے پوچھتے کہ اس میت پر کسی کا قرضہ تو نہیں ہے؟ اگر جواب ملتا کہ نہیں! تو آپ جنازہ پڑھا دیتے۔ اگر جواب ملتا کہ یہ مقروض فوت ہوا ہے تو آپ کا دوسرا سوال یہ ہوتا تھا کہ کیا اس کے ترکے میں قرضے کی ادائیگی کا بندوبست موجود ہے؟ یعنی اتنا کچھ چھوڑ گیا ہے کہ قرضہ ادا ہو جائے گا؟ اگر جواب اثبات میں ملتا تو آپ جنازہ پڑھا دیتے۔ لیکن اگر جواب یہ ملتا کہ یہ مقروض فوت ہوا ہے اور اس کے ترکے میں قرضے کی ادائیگی کا بندوبست موجود نہیں ہے تو آپ اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ فرماتے "صلوا علی صاحبکم" کہ تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور جنازہ نہ پڑھتے۔

ایک موقع پر ایک مسلمان فوت ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے لیے تشریف لائے، معمول کے مطابق سوال کیا کہ اس پر قرضہ تو نہیں ہے؟ جواب ملا کہ قرضہ ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کتنا قرضہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اتنا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا اس کے ترکے میں قرض کی ادائیگی کا بندوبست ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں! تو آپ نے فرمایا: ’’صلوا علٰی صاحبکم‘‘ تم جنازہ پڑھو، میں جا رہا ہوں۔ حضرت ابوقتادہؓ معروف صحابی ہیں، فوت ہونے والا ان کا دوست تھا۔ وہ کھڑے ہوئے کہ یا رسول اللہ! مہربانی فرمائیں جنازہ پڑھا دیں، اس کا قرضہ میرے ذمے رہا۔ کیونکہ کسی مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر محرومی کیا ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور جنازہ نہیں پڑھ رہے۔ کیا اس سے زیادہ محرومی کا تصور بھی ہوسکتا ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جنازہ پڑھا دیا اور جنازے کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ ’’من ترک مالاً فلورثتہ‘‘ تم میں سے جو آدمی مال اور ترکہ چھوڑ کر فوت ہو تو وہ ترکہ اس کے وارثوں کو ملے گا، ہم اس کو نہیں چھیڑیں گے، لیکن ’’من ترک کلاًّ او ضیاعا‘‘ جو آدمی قرضہ چھوڑ کر مرا اور ضائع ہونے والے بچے چھوڑ کر مرا جن کا کوئی سہارا نہیں ہے ’’فالیَّ وعلیّ‘‘ تو وہ میرے پاس آئیں گے اور میرے ذمے ہوں گے۔ اس بے سہارا خاندان کو سنبھالنا ہمارے ذمہ ہوگا۔

تاریخ میں یہ بات تو آپ کو ہر جگہ ملے گی کہ کسی اچھے آدمی کے پاس جائیں کہ میری ضرورت پوری کر دو تو وہ کر دیتا ہے۔ ’’الیّ‘‘ کی بات تو ہمیشہ سے ہوتی آ رہی ہے، لیکن ’’علیّ‘‘ کہ وہ میرے ذمہ ہوں گے یہ بات تاریخ میں غالباً سب سے پہلے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔ یہ گارنٹی کہ جو بے سہارا اور مقروض ہے اور کوئی بندوبست نہیں ہے اس کی ضروریات میرے ذمہ ہیں۔ میرے ذمے سے مراد ریاست کے ذمہ ہونا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان مبارک فرمایا اور پھر اس کا ماحول بھی بنایا۔ اس ماحول کے حوالے سے دو تین واقعات عرض کرنا چاہوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسا ماحول بنایا۔ بیت المال کا تصور یہ قائم ہوا کہ جس کسی کو کسی حوالے سے کسی چیز کی ضرورت پڑی اور وہ چیز نہیں مل رہی تو وہ سیدھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور آپ کے ہاں سے اسے وہ چیز مل جاتی تھی۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک صاحب سفر کر رہے تھے، راستے میں ان کا سواری کا اونٹ مر گیا، سفر لمبا تھا۔ ان صاحب کو پتا تھا کہ اب سواری کہاں سے ملے گی۔ وہ سیدھا مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں سفر پر جا رہا ہوں، سفر لمبا ہے اور سواری مر گئی ہے، لہٰذا مجھے سواری عنایت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خوش طبعی کے موڈ میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے اور لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوش طبعی کیا کرتے تھے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش مزاج بزرگ تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ آدمی سواری مانگ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ پریشان ہو کر بیٹھ گیا کہ اونٹنی کے بچے کو میں کیا کروں گا۔ میں نے تو سفر کرنا ہے۔ اونٹنی کا بچہ مجھے اٹھائے گا یا میں اسے اٹھاؤں گا۔ وہ پریشان بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھر عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ بیچارہ پھر پریشانی کے عالم میں بیٹھ گیا۔ وہ جس کیفیت میں بیٹھا ہوگا آپ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں؟ وہ بیٹھ کر سوچ رہا تھا کہ اونٹنی کے بچے کو میں کیا کروں گا۔ تھوڑی دیر گزری کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے یا کہیں سے اونٹ منگوایا اور اس کی مہار اس آدمی کو پکڑائی اور فرمایا یہ بھی کسی اونٹنی کا بچہ ہی ہے۔

جو بات میں نے عرض کی وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کی سواری ختم ہوگئی ہے اور سفر پر جانا ہے تو اسے یہ پتا ہے سواری کہاں سے ملے گی اور پھر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے سواری مل گئی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عملی کا ماحول بنایا۔

ایک اور واقعہ عرض کر دیتا ہوں وہ بھی اسی طرح کا دلچسپ واقعہ ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان کے کچھ لوگوں نے سفر پر جانا تھا اور سواریاں نہیں تھیں، مشورہ ہوا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جائے کہ تین چار اونٹ چاہئیں۔ تین چار اونٹ کوئی کم قیمت کا مال نہیں تھا۔ اس دور کا اونٹ آج کے زمانے کی پجارو سمجھیں۔ مشورہ ہوا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مجلس کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مجلس کا ماحول دیکھا جائے، سوال کا ماحول ہو تو سوال کیا جائے ورنہ انتظار کیا جائے، جا کر سیدھی اپنی بات نہیں کر دینی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر کسی وجہ سے غصے میں تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے جا کر سیدھا ہی سوال کر دیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے سفر پر جانا ہے اور تین چار اونٹ چاہئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میرے پاس اونٹ نہیں ہیں۔ انہوں نے دوبارہ سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ نہیں ہیں۔ تیسری مرتبہ سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”واللہ لا احملکم شیئاً“ خدا کی قسم! تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا۔ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ مجھے اندازہ ہو گیا کہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے کہ میں نے مجلس کا ماحول نہیں دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موڈ نہیں دیکھا اور سیدھا ہی سوال کر دیا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا لہٰذا وہ واپس چلے گئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا تھا اور صرف انکار نہیں فرمایا، بلکہ سواری نہ دینے کی قسم اٹھالی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ نے گھر جا کر رپورٹ دی کہ یوں معاملہ ہوا، غلطی میری تھی لیکن یہ ہو گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا ہے اور سواری نہ دینے کی قسم اٹھالی ہے۔ آپ اپنے خاندان والوں کو ابھی یہ بات بتا ہی رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے ان کو آواز دی، عبداللہ! حضرت ابو موسیٰؓ کا نام عبداللہ بن قیسؓ تھا کہ رسول اللہ تمہیں بلا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں واپس گیا تو اونٹوں کی دو جوڑیاں کھڑی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لے جاؤ۔

حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ دوسری غلطی مجھ سے یہ ہوئی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کے بارے میں بات ہی نہیں کی، اونٹوں کی لگام پکڑی اور لے کر چلا گیا۔ راستے میں مجھے خیال آیا کہ یہ میں نے کیا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ تمہیں سواری نہیں دوں گا اور آپ نے قسم اٹھالی تھی۔ اس قسم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہیں پوچھا اور ایسے ہی سواریاں لے کر چل پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ تو لینا تھا لہٰذا میں واپس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو فرمایا تھا کہ تمہیں سواری نہیں دوں گا اور آپ نے قسم اٹھا لی تھی۔ آپ نے فرمایا ہاں قسم اٹھائی تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر آپ نے کیوں دے دیے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس اونٹ نہیں تھے۔ یہ میں نے قیس بن سعدؓ کے باڑے سے تمہارے لیے منگوائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے قسم اٹھالی تھی کہ تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا، لیکن میرا معمول یہ ہے کہ کوئی قسم اٹھالوں اور پھر دیکھوں کہ قسم کسی خیر کے کام میں رکاوٹ بن رہی ہے تو میں قسم توڑ دیتا ہوں، خیر کے کام کو نہیں چھوڑتا اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو حکم بھی یہی فرمایا ہے اور خود آپ کا معمول بھی یہی تھا۔ بہرحال حضرت ابو موسیٰؓ کے خاندان کو سواری کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے اونٹ مل گئے۔

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جس کی ضرورت پوری نہیں ہو رہی اس کی ضرورت بیت المال پوری کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کا یہ ماحول تھا۔

تیسرا واقعہ بھی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ معروف صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ سے دو تین دن پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیت المال سے بکریوں کا ایک ریوڑ دیا۔ چالیس پچاس بکریاں ہوں گی اور فرمایا کہ ابھی دو تین دن بعد قربانی والی عید آ رہی ہے، یہ بکریاں لوگوں میں تقسیم کر دو تا کہ لوگ ان کی قربانی کر لیں۔ حضرت عقبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے وہ بکریاں لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ ایک بکری کا بچہ بچ گیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے بکریاں تقسیم کر دی ہیں اور میرے حصے میں یہ بکری کا بچہ بچا ہے جس کی عمر پوری نہیں ہے تو کیا میں اس کی قربانی کر لوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تم کر لو۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قربانی تو لوگوں پر واجب تھی مگر بکریاں بیت المال دے رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فالیَّ و علیَّ“ کا یہ ماحول بنایا کہ جس کی ضرورت پوری نہیں ہو رہی اس کی ضرورت بیت المال پوری کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست کے شہریوں کی ذمہ داری اٹھائی اور ذمہ داری پوری کرنے کا ماحول بھی بنایا۔ یہی ماحول آگے چل کر بیت المال کا نظام بنا ہے اور وہی بیت المال کا ماحول آگے چل کر رفاہی ریاست کی صورت میں سامنے آیا۔

اس ویلفیئر اسٹیٹ کے دو تین واقعات بھی

عرض کر دیتا ہوں:

ابو عبید قاسم بن سلامؒ معروف محدث، فقیہ اور معاشیات کے ماہرین میں سے گزرے ہیں اور امام ابو یوسفؒ کے معاصرین میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ واقعات اپنی تصنیف ’’کتاب الاموال‘‘ میں نقل فرمائے ہیں۔ ان کی یہ معروف کتاب معیشت کے باب میں کلاسیکل کتابوں میں سے ہے۔ معیشت کے باب سے دلچسپی رکھنے والے طلباء سے عرض کیا کرتا ہوں کہ عام طور پر سوال ہوتا ہے کہ اسلام کا معاشی نظام کیا ہے؟ میں اس پر دو کتابوں کا حوالہ دیا کرتا ہوں، دونوں تیسری صدی کے بزرگوں کی تصنیفات ہیں۔ ایک امام ابو یوسفؒ کی ’’کتاب الخراج‘‘ جو انہوں نے خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے کہنے پر ملک کے معاشی قانون کے طور پر لکھی تھی اور ملک میں نافذ رہی۔ ہارون الرشید نے امام ابو یوسفؒ سے کہا تھا کہ معیشت کے ضوابط اور قوانین مقرر کر دیں کہ مالیات کہاں سے وصول کرنے ہیں، کیسے خرچ کرنے ہیں اور معاشیات کا پورا سسٹم کیا ہونا چاہیے؟ اس پر انہوں نے کتاب الخراج لکھی جو عباسی دور میں نافذ العمل رہی۔ اور دوسری کتاب امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ کی ’’کتاب الاموال‘‘ ہے۔ میں معیشت کے ماہرین سے کہتا ہوں کہ یہ دو کتابیں پڑھ لو جو کہ اصل عربی میں ہیں۔ ان کا اردو اور انگلش ترجمہ بھی موجود ہے۔ معیشت کا کسی بھی سطح کا ماہر یہ دو کتابیں پڑھ لے اس کے بعد اگر معیشت کے باب میں اس کا کوئی سوال رہ گیا تو مجھ سے پوچھ لے، میں اسے بتاؤں گا کہ اس کا حل کہاں ہے۔ ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم نے پڑھنے کا کام چھوڑ دیا ہے۔ ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی پڑھتے ہیں تو مستشرقین سے، ولیم میور سے اور واٹ اور منٹگمری سے پڑھتے ہیں، اصل سورسز سے نہیں پڑھتے۔ ہم اپنا دین بھی مستشرقین سے پڑھتے ہیں کہ فقہ حنفی کیا ہے اور فقہ مالکی کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں یمن کے گورنر حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔ حضرت معاذؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یمن کے گورنر رہے ہیں اور حضرت عمرؓ کے دور میں بھی یمن کے گورنر تھے۔ امام ابو عبیدؒ نے کتاب الاموال میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے ایک سال اپنے صوبے سے زکوٰۃ، جزیہ، خراج اور عشر وغیرہ وصول کیا۔ جس طرح حکومت کے محکمے ریونیو لیتے ہیں، زمینداروں سے تحصیلدار وغیرہ ٹیکس وصول کرتے ہیں اور شہریوں سے انکم ٹیکس آفیسر جو تاجروں اور صنعت کاروں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ حضرت معاذؓ کو اپنے صوبے سے سال بھر کا جو ریونیو وصول ہوا۔ انہوں نے اس کا تیسرا حصہ مرکز کے کسی مطالبے کے بغیر مرکز کو بھیج دیا، حالانکہ صوبہ مرکز سے لیتا ہے، لیکن یہاں صوبہ ایک تہائی مرکز کے مطالبے کے بغیر مرکز کو بھیج رہا ہے۔ اس پر مرکز کو خوش ہونا چاہیے یا ناراض ہونا چاہیے؟ حضرت عمرؓ ناراض ہوئے اور حضرت معاذؓ کو خط لکھا۔ یہ خط بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ معاذ تم تو عالم آدمی ہو، تمہیں پتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالیات کا یہ اصول بیان فرمایا ہے ’’توخذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم‘‘ کہ زکوٰۃ اور صدقات جس علاقے کے مالداروں سے وصول کیے جائیں اسی علاقے کے مستحقین پر تقسیم کیے جائیں۔ تم نے یہ رقم مجھے کیوں بھیجی ہے، یہ تو یمن کے لوگوں کا حق ہے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ اپنے صوبے کے پورے اخراجات کے بعد یہ فاضل بجٹ تھا جو بچ گیا اور میں نے آپ کو بھیج دیا۔ اس رقم کا میرے پاس کوئی مصرف نہیں اس لیے آپ کو بھیجی ہے۔ اگلے سال حضرت معاذؓ نے اپنے صوبے کا نصف ریونیو مرکز کو بھیج دیا اور ساتھ لکھا کہ یہ رقم بچ گئی ہے۔ اس سے اگلے سال دو تہائی مرکز کو بھیج دیا اور اس سے اگلے سال پورے کا پورا بجٹ مرکز کو بھیج دیا کہ اللہ کے قانون کی برکت سے اور آپ جیسے عادل حکمران کے عدل کی برکت سے آج میرے صوبے میں ایک بھی مستحق نہیں ہے جس پر خرچ کر سکوں۔ لہٰذا سارا بجٹ آپ کو بھیج رہا ہوں۔

میں یہ بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ’’فالیَّ و علیَّ‘‘ کا جو ماحول بنایا تھا وہ بڑھتے بڑھتے کس مقام پر پہنچا ہے۔ دوسرا واقعہ بھی حضرت عمرؓ کے زمانے کا ہے جو کہ علامہ شبلی نعمانیؒ نے ’’الفاروق‘‘ میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے کئی واقعات لکھے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں رات کو چکر لگا کر دیکھا کرتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ ان کو بھیس بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، ایسے ہی جاتے تھے۔ ایک رات چکر لگا رہے تھے، ایک گھر کے سامنے سے گزرے تو اندر سے بچے کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ آپ وہاں سے گزر گئے کہ بچہ ہے اٹھا ہو گا اور رو رہا ہو گا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ گزرے تب بھی بچہ رو رہا تھا۔ اب آپ کو پریشانی محسوس ہوئی کہ بچہ مسلسل ہو رہا ہے کوئی وجہ ہے۔ بہرحال گزر گئے۔ جب تیسری

مرتبہ اس گھر کے پاس سے گزرے تو بچہ تب بھی رو رہا تھا۔ اب حضرت عمرؓ وہاں کھڑے ہوگئے کہ یقیناً کوئی مسئلہ ہے۔ اس گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، ایک شخص باہر آیا، آپ نے اس سے پوچھا کہ بچہ کیوں رو رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بچہ بھوکا ہے اور ماں اسے دودھ نہیں پلا رہی اس لیے بچہ رو رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ ماں بچے کو دودھ کیوں نہیں پلا رہی؟ اس نے جواب دیا کہ ماں اس لیے دودھ نہیں پلا رہی کہ وہ دودھ چھڑوانا چاہتی ہے تاکہ بچے کا وظیفہ لگ جائے۔

حضرت عمرؓ نے بیت المال سے بچوں کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا لیکن اس شرط پر کہ جب ماں کا دودھ چھوڑ کر بچے کو الگ خوراک کی ضرورت ہوگی تو چونکہ گھر میں ایک فرد کا اضافہ ہوگیا ہے اور خرچہ بڑھ گیا ہے تو بچے کو وظیفہ دیا کرتے تھے۔ ہر بچے کو جوان ہونے تک وظیفہ ملا کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ ماں اس لیے دودھ نہیں پلا رہی کہ بچہ دودھ چھوڑے گا تو اس کو وظیفہ ملے گا۔ ماں بچے سے دودھ چھڑوا کر دوسری چیزیں کھانے کی عادت ڈالنا چاہتی ہے تاکہ اس کا وظیفہ لگ جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ ماں سے کہو دودھ پلائے، میں ہی عمر ہوں، بچے کا وظیفہ لگ جائے گا۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ والے ساتھی، جو غالباً حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے، سے کہا اور یہ بات حضرت عمر ہی کہہ سکتے ہیں کہ عمرؓ نے کتنے معصوم بچوں کو رلایا ہوگا۔ اے عمر! تیری اس شرط کی وجہ سے کتنے بچے روئے ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے مشورہ کیا اور قانون بدل دیا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کا وظیفہ جاری ہو جائے گا۔

حضرت عمرؓ اس بنیاد پر بچوں کو وظیفہ دیتے کہ خاندان میں ایک فرد کا اضافہ ہوا ہے اور بجٹ میں اضافہ ہوا ہے تو اس بجٹ کا بوجھ بیت المال برداشت کرے گا۔ آج بھی دنیا کی بہت سی ریاستوں میں چائلڈ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں جس زمانے میں میں جایا کرتا تھا تو 9 پونڈ فی ہفتہ ہر بچے کو وظیفہ ملا کرتا تھا۔ اب بھی وہاں ملتا ہے، ناروے میں بھی ملتا ہے اور کئی دیگر مغربی ممالک میں بھی چائلڈ الاؤنس ملتا ہے۔

برطانیہ کے چائلڈ الاؤنس پر ایک واقعہ ذکر کر دیتا ہوں۔ وزیر آباد کے سابق ایم این اے جسٹس افتخار چیمہ نے ایک مجلس میں یہ واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں ہم کیمبرج یونیورسٹی میں لاء کر رہے تھے تو وہاں ایک عمر رسیدہ انگریز تھا، لوگ اس سے ملنے آیا کرتے تھے۔ سیانے لوگوں سے ملتے رہنا چاہیے، کوئی کام کی بات مل جاتی ہے۔ افتخار چیمہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی شہرت سن رکھی تھی تو ہم تین چار پاکستانی ساتھی اس کے پاس گئے۔ اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ ہم نے بتایا پاکستان سے۔ پاکستان نیا نیا بنا تھا تو وہ ہماری بات سے بہت خوش ہوا۔ باتوں باتوں میں بچوں کو وظیفہ دینے کا ذکر چھڑ گیا۔ برطانیہ میں ویلفیئر اسٹیٹ کا پورا سسٹم ہے۔ اس انگریز نے ہم سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ برطانیہ میں ویلفیئر اسٹیٹ کا جو سسٹم ہے اور بچوں، بے روزگاروں اور معذوروں کو وظیفہ ملتا ہے۔ جب یہ قانون نافذ ہوا تھا تو یہ کس نے بنایا تھا؟ ہم نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں ہے۔ اس نے بتایا کہ پارلیمنٹ کی جس کمیٹی نے یہ قانون بنایا تھا میں اس کا چیئرمین تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے یہ سارا سسٹم کہاں سے لیا تھا؟ میں نے یہ سب جنرل عمرؓ سے لیا تھا۔ مغرب والے حضرت عمرؓ کا نام لیتے ہیں تو ان کو جنرل عمر کہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ سارا سسٹم حضرت عمرؓ سے لیا تھا۔ یہ ہے رفاہی ریاست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ویلفیئر اسٹیٹ کا جو ماحول دیا تھا وہ چلتے چلتے یہاں تک پہنچا تھا۔

ایک بات کا اور اضافہ کر دوں کہ ناروے میں اس وقت بھی جو سوشل بینیفٹ کا سسٹم ہے اسے کہتے ہی "عمر لاء" ہیں اور بچوں کو ملنے والے وظیفے کو عمر الاؤنس کہتے ہیں اور وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سب حضرت عمرؓ سے لیا ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری باتیں دوسرے اپنا کر عمل کر رہے ہیں اور ہم آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اس پر خوش ہیں کہ ہمارے بڑوں نے یہ کیا۔ بڑوں نے تو کیا تھا مگر ہمیں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟

کتاب الاموال ہی کی روایت ہے کہ عمر ثانی امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں عراق کے گورنر عبدالحمیدؒ تھے۔ امیر المومنین کے نام ان کا خط آیا کہ ہمارے صوبے کا اس سال کا جو ریونیو وصول ہوا ہے، ضروریات پوری ہونے اور سال کا بجٹ پورا ہونے کے بعد فاضل بجٹ میں رقم بچ گئی ہے، اس کا کیا کرنا ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب لکھا کہ صوبے میں اعلان کراؤ کہ کوئی ایسا مقروض جو اپنا قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اس کی تحقیق کر کے اس کا قرض ادا کر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت! یہ کام میں کر چکا ہوں، رقم اس سے زائد ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے

(باقی صفحہ 26 پر)

مولانا حسن الرحمٰن رحؒ بھی رخصت ہو گئے

مولانا قاری فیض اللہ چترالی

ہمارے بہت ہی قابل احترام اور انتہائی عزیز دوست مولانا حسن الرحمٰن بھی اپنی مستعار سانسوں کا رب کی طرف سے دیا گیا کوٹا مکمل کر کے آخر کار اپنے کریم رب کی طرف لوٹ گئے، جس کی طرف لوٹ کر جانا ہر ذی نفس کے وجود کا لازمہ ہے۔ مولانا حسن الرحمٰن خالق و مالک سے مختصر زندگی لے کر آئے تھے، مگر ہم نے دیکھا بلکہ ایک عالم نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی مختصر زندگی میں بہت بڑا کام کیا اور امت کے لئے نہایت قیمتی اثاثہ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

مولانا حسن الرحمٰن کی پیدائش ۱۹۴۸ء میں مانسہرہ کے علاقہ چھتر پلین میں ہوئی، ابتدائی تعلیم آبائی علاقہ میں حاصل کی، ۱۹۶۳ء میں مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخل ہوئے اور حفظ قرآن سمیت درسِ نظامی کی تکمیل جامعہ ہی سے ۱۹۷۵ء میں کی۔ ان کے اساتذہ میں محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری، امام اہلسنت مفتی احمد الرحمٰن، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا سید مصباح اللہ شاہ، مولانا بدیع الزمان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد سواتی، مولانا عبدالقیوم چترالی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ مولانا حسن الرحمٰن کو اپنے اساتذہ سے عشق کی حد تک عقیدت تھی۔ جامعہ بنوری ٹاؤن سے فراغت کے بعد انہوں نے شرف آباد کراچی کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ۱۹۸۲ء میں مسجد سے متصل اپنے استاذ حضرت مفتی احمد الرحمٰن کی سرپرستی میں اپنے استاذ حضرت بنوریؒ کے نام پر جامعہ یوسفیہ بنوریہ کی بنیاد رکھی۔ جس اخلاص کے ساتھ اس کی بنیاد رکھی گئی تھی اور جس جذبے کے ساتھ یہاں محنت جاری تھی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انتہائی مختصر وقت میں جامعہ یوسفیہ بنوریہ کا نام حفظ اور درس نظامی میں ملک کے صف اول کے اداروں میں چمکنے لگا اور صرف پاکستان کے کونے کونے سے ہی نہیں، بیرون ملک مختلف ممالک سے بھی بچے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آنے کو اطمینان اور افتخار کا باعث سمجھنے لگے۔

شرف آباد میں ان کے شروع کردہ کام کا دائرہ بڑھا اور طلب میں اضافہ ہوا تو انہوں نے کراچی کے مختلف علاقوں اور آبائی علاقہ مانسہرہ میں بھی بچوں اور بچیوں کے لئے ادارے قائم کئے جو آج بھی خدمت دین اور اشاعتِ اسلام میں اپنے حصے کا کردار بہت خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

مولانا حسن الرحمٰن کا علوم دینیہ کی خدمت کے سلسلے میں سب سے بڑا کارنامہ جامعہ یوسفیہ بنوریہ للبنات کا قیام ہے۔ اس ادارے کا قیام ۱۹۸۷ء میں عمل میں آیا۔ آپ نے جب تعلیم نسواں اور بچیوں کی دینی تعلیم کے لئے اس ادارے کا آغاز کیا تو اس وقت تک بنات مسلمین کی دینی تعلیم کے لئے کسی خاص اہتمام کا رواج نہیں تھا۔ لوگوں میں بنات کو باقاعدہ دینی تعلیم دینے اور عالمات بنانے کا شعور عام نہیں تھا، بلکہ اس وقت بہت سے اہل علم اس کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کرتے تھے، چنانچہ ایک ایسے وقت میں مولانا حسن الرحمٰن نے گویا ایک تجدیدی قدم اٹھاتے ہوئے بنات کی تعلیم کے لئے باقاعدہ مدرسے کی بنیاد رکھی، اس مدرسہ بنات کی تعمیر اور بنیاد میں مولانا حسن الرحمٰن کا ایسا اخلاص اور اکابر کی دعاؤں کا ایسا بابرکت خزانہ شامل تھا کہ اس کے اثر سے گویا تعلیم نسواں کے میدان میں ایک انقلاب سا آ گیا۔ قلیل عرصے میں دور دور تک اس مدرسہ کا ڈنکا بج گیا اور کراچی سے چترال، بولان سے گلگت تک شاید ہی ملک کا کوئی قابل ذکر حصہ ایسا ہو جہاں سے بچیوں نے آ کر یہاں سے علم دین کا فیض نہ اٹھایا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادارے کو ایسی شانِ قبولیت اور مقبولیت سے نوازا کہ بیرون ملک ماریشس اور ساؤتھ افریقا سے بھی طالبات اور بنات نے آ کر یہاں سے علوم دینیہ کے زیور

اور گہنوں سے خود کو آراستہ کیا۔ جامعہ یوسفیہ بنوریہ کی فاضلات جہاں جہاں گئیں تعلیم بنات کے چراغ سے چراغ جلتے گئے اور بہت جلد پورے ملک میں بنات کی تعلیم کے اداروں کا خوبصورت، زریں جال بچھ گیا۔

اخلاص اور جذبے کے گارے مٹی سے اٹھنے والی ہر عمارت ایسے ہی سند قبول پانے کی حقدار ہوتی ہے۔ جو اعزاز و افتخار جامعہ یوسفیہ بنوریہ للبنات کے حصے میں آیا۔ ایک دنیا شاہد ہے کہ مولانا حسن الرحمٰن نے اس ادارے کے قیام کے لئے کس قدر انتھک محنت اور پیہم دماغ سوزی کی تھی۔ ادارے کی بنیاد رکھنے سے پہلے اپنے اکابر و مشائخ اور اساتذہ کرام سے ایک ایک بات پر مشاورت کر کے اس کا منصوبہ تیار کیا۔ جہاں سے بھی اس خاکے میں عمل کا پائیدار اور خوبصورت رنگ بھرنے کی امید ہوتی مولانا حسن الرحمٰن وہاں پہنچتے اور اس سے استفادہ کرتے۔ اس عرصے میں آپ کو پتا چلا کہ بھارت کی ریاست گجرات میں بنات کا ایک بہت ہی کامیاب ادارہ قائم ہے، تو آپ اس کے ماڈل سے استفادہ کرنے کے لئے گجرات جا پہنچے، بنات کے اس ادارے کا جائزہ لیا، ان کے کام کو بغور دیکھا اور اہل انتظام سے مشاورت کی۔

اخلاص سے بھرپور اس ریاضت اور محنت کا نتیجہ ایک ایسے کامیاب ادارے کے قیام کی صورت میں برآمد ہوا، جس سے تعلیم نسواں کے خالی جنگل میں گویا بہت کم عرصے میں منگل ہو گیا اور ہر طرف بچیوں کی دینی تعلیم کے دیئے روشن ہوتے چلے گئے، آج الحمدللہ! گلی گلی اگر بنات کے مدارس قائم اور آباد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم عام کر رہے ہیں تو اس میں جامعہ یوسفیہ للبنات اور اس کے اولوالعزم بانی مولانا حسن الرحمٰن کا بھی بڑا حصہ اور کردار ہے، جس کی جزا انشاءاللہ! انہیں ملتی رہے گی۔

مولانا حسن الرحمٰن انتہائی متواضع، بہت ہی مخلص اور ہر وقت کچھ کر گزرنے کے جذبے سے سرشار انسان تھے۔ میری اور ان کی رفاقت اور دوستی کا آغاز ۱۹۷۹ء میں ہوا۔ اس وقت سے ان کے دم واپسیں تک اس رشتہ و تعلق پر کبھی زوال کی ادنیٰ پرچھائیاں بھی نہیں پڑیں، جو ان کے اخلاق اور اخلاص کا ہی نتیجہ تھا۔ اپنے تمام اکابر اور اساتذۂ کرام سے انہیں عشق کی حد تک لگاؤ تھا، تاہم امام اہل سنت حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ پر جی جان سے فدا تھے۔ سفر و حضر ہر جگہ حضرت کی خدمت میں حاضر باش رہتے۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے جتنا دین کا کام لیا یہ اکابر بالخصوص حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ جیسے ولی ابن ولی کی بے لوث خدمت کا ہی صلہ تھا۔ حضرتؒ سے انہیں اس حد تک دلی عقیدت تھی کہ حضرتؒ کی وفات سے انہیں ایسا صدمہ ہوا کہ ان کی ساری خوش طبعی، تحرک و فعالیت ماضی کا قصہ ہو گئے۔ خود کو گھر اور مسجد تک ہی محدود بلکہ اس مختصر دائرے میں محصور کر کے رکھ دیا اور اپنی وفات کے ساتھ ہی اس ''قید'' سے آزاد ہوئے۔

مولانا نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی اہلیہ محترمہ سے کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی، دوسری اہلیہ سے اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کر دیا جس کا نام انہوں نے اپنے شیخ و مرشد کی محبت و عقیدت میں شیخ و مرشد ہی کے نام پر احمد الرحمٰن رکھا۔ احمد الرحمٰن سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ باپ کی حیات میں ہی چار سال قبل احمد الرحمٰن درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوا اور والد کی نگرانی و سرپرستی میں ان کی نیابت اور مدرسے کے انتظام و انصرام کے فرائض سنبھالے۔ والد کے بعد اب جامعہ یوسفیہ بنوریہ کے اہتمام کی ذمہ داریاں احمد الرحمٰن سلمہ کے کندھوں پر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں باپ کا سچا جانشین بنائے اور ان کے والد گرامی نے خدمت دین کے جو سلسلے قائم کئے ہیں انہیں آگے بڑھانے میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد و نصرت فرمائے، آمین۔

وہ بڑے شاغل اور عابد، زاہد انسان تھے، ہمہ وقت ذکر و اذکار و ظائف اور نمازوں میں مشغول رہتے۔ ساری عمر تہجد گزار رہے، کچھ عرصہ سے مختلف امراض میں مبتلا تھے، لیکن اس کے باوجود عبادت کے معمولات میں فرق نہیں آنے دیا۔ بیماریوں کے باوجود امامت وخطابت سمیت اپنی دیگر دینی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ آخری دن سحری کر کے نماز فجر کے لیے نکل ہی رہے تھے کہ حرکت قلب بند ہوئی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، جس قدر بے ضرر زندگی گزاری، ایسے ہی سکینت، سہولت اور سکون کے ساتھ پیغام اجل کو لبیک کہا اور کسی پرندے کی طرح لمحوں میں نقدِ جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ خدمات کو قبول فرمائے، کمی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، اعلیٰ علیین میں اپنے مقبول بندوں کی صف میں جگہ دے اور ان کے قائم کئے گئے اداروں کو دائم و آباد رکھے۔ آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶؍اپریل ۲۰۲۳ء)

”صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة“

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ سے تاریخ اسلامی کی اولین دعوتی سفارت پر یثرب پہنچے اور قبیلۂ خزرج کے ایک رئیس حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ انہوں نے ان کے مکان کو اپنی قیام گاہ، دعوتِ اسلامی کی نشرگاہ اور نبوت محمدی کے اعلان واظہار کا مرکز قرار دیا۔ باشندگانِ یثرب بڑے پیمانے پر اس نوجوان داعی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی مجلسوں کی جانب متوجہ ہوئے۔ ان کی شیریں گفتاری، ان کے پُرزور استدلال، ان کی نرم طبعی اور ان کے چہرے سے پھوٹنے والے ملکوتی حسن میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ لوگ بڑی تعداد میں ان کی مجالس میں شریک ہونے کے لئے پروانہ وار کھنچے چلے آتے تھے۔ ان سب کے علاوہ ایک دوسری چیز بھی تھی جو لوگوں کے لئے باعث کشش تھی اور وہ تھی اللہ کی عظیم کتاب جس کی آیات کی تلاوت جب وہ اپنی سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی آواز اور دلکش و شیریں لہجے میں کرتے تھے تو سخت سے سخت دل موم ہوجاتے اور آنکھوں سے بے تحاشا اشکوں کا سیلاب رواں ہو جاتا اور ان کی ہر مجلس میں کچھ نہ کچھ لوگ اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی جماعت میں شمولیت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیتے تھے۔

ایک دن اسعد بن زرارہؓ اپنے مہمان، داعیٔ اسلام حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ قبیلۂ بنی عبدالاشہل کے کچھ لوگوں سے ملاقات کرنے اور ان کو اسلام کی دعوت سے روشناس کرانے کے ارادے سے نکلے۔ وہ دونوں بنو عبدالاشہل کے ایک باغ میں گھس گئے اور کھجوروں کے سائے میں ایک کنویں کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کے گرد کچھ مسلمان اور بعض دوسرے لوگ جو ان کی زبان سے قرآن کریم کی آیات اور اسلام کی دعوت سننا چاہتے تھے، جمع ہوگئے۔ وہ انہیں اسلام کی دعوت سمجھا رہے تھے اور اس کے اجر وثواب کی خوشخبری سنا رہے تھے اور لوگ ان کی گفتگو کے حسن سے مسحور، خاموش و ہمہ تن گوش بیٹھے تھے۔ اسی دوران ایک شخص قبیلۂ اوس کے سرداروں، اُسید بن حضیر اور سعد بن معاذ کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا کہ مکہ سے آیا ہوا داعی ان کے مکان کے قریب ہی ٹھہرا ہوا ہے اور یہ جرأت اس کو اسعد بن زرارہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ یہ اطلاع پاکر سعد بن معاذ نے اُسید بن حضیر سے کہا:

”اُسید! اس مکی نوجوان کے پاس جاؤ، جو یہاں آکر ہمارے کمزوروں کو بہکانے اور ہمارے معبودوں کو سفاہت وحماقت کی طرف منسوب کرنے میں مصروف ہے۔ اس سے ڈانٹ کر کہہ دو کہ خبردار! آئندہ وہ ہمارے قبیلے میں قدم نہ رکھے...“ تھوڑی دیر رُک کر اس نے پھر کہا:

”اگر وہ میرے خالہ زاد بھائی اسعد بن زرارہ کا مہمان اور اس کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں خود ہی اس سے نمٹ لیتا، تم کو زحمت نہ دیتا۔“

اُسید اپنا نیزہ اٹھا کر باغ کی طرف روانہ

ہوا، جب حضرت اسعد بن زرارہ نے اس کو آتے ہوئے دیکھا تو مصعبؓ بن عمیر سے بولے:

”مصعب! یہ اپنے قبیلہ کا سردار، ان میں سب سے زیادہ حلیم و بُردبار، صاحبِ فضل وکمال شخص، اُسید بن حضیر ہے۔ اگر یہ شخص اسلام قبول کرلے تو اس کی اقتدا میں بہت سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائیں گے۔ خدا کے دین کی دعوت اس کے سامنے پورے خلوص و دل سوزی اور سلیقے سے پیش کرنا۔“

اُسید بن حضیر ان لوگوں کے پاس پہنچ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے حضرت مصعبؓ اور ان کے دوست کی طرف رُخ کرتے ہوئے کہا:

”تم دونوں کو ہمارے محلے میں آنے اور ہمارے کمزور لوگوں کو گمراہ کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟“

حضرت مصعبؓ نے اُسید کی طرف چہرہ اٹھایا جو ایمان کے نور سے جگمگا رہا تھا اور بڑے پُرخلوص و دلکش لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”اے سردار! کیا آپ پسند کریں گے کہ میں آپ کے سامنے اس سے بھی اچھی بات پیش کروں؟“

”وہ کون سی بات ہے؟“، اُسید نے پوچھا

”آپ اطمینان سے یہاں تشریف رکھیں اور غور سے ہماری باتیں سنیں، اگر پسند آئیں تو انہیں قبول کرلیجئے گا اور ناپسند ہوں تو ہم یہاں سے واپس چلے جائیں گے اور پھر کبھی ادھر کا رُخ نہیں کریں گے۔“ حضرت مصعبؓ نے فرمایا۔

”تم نے انصاف کی بات کہی۔“ یہ کہتے ہوئے اُسید اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔

پھر جب حضرت مصعبؓ نے اسے اسلام کی حقیقت سمجھائی اور قرآن کریم کی آیتیں پڑھ کر سنائیں تو اس کی پیشانی پر پڑی ہوئی شکنیں دُور ہوگئیں، چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور وہ بولا:

”کتنی عمدہ ہیں یہ باتیں جو تم بتا رہے ہو اور کتنا جلیل القدر ہے یہ کلام جس کی تم تلاوت کررہے ہو....جب تم لوگ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟“

”اس کے لئے آپ غسل کیجئے اور اپنے کپڑوں کو پاک کرکے اس بات کا اقرار اور اعلان کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور لائق پرستش نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، پھر دو رکعت نماز پڑھئے۔“

حضرت اُسید اٹھ کر کنویں پر گئے، انہوں نے اس کے پانی سے طہارت حاصل کی اور اس بات کی گواہی دی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور پھر انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس طرح اس روز عرب کا ایک قابل رشک شہسوار اور قبیلۂ اوس کا ایک مشہور سردار لشکرِ اسلام میں شامل ہوگیا۔ عقل و دانائی میں ان کی برتری اور حسب و نسب میں ان کے فضل و شرف کی وجہ سے ان کے قبیلے نے ان کو ”کامل“ کے لقب سے نوازا تھا۔ وہ سیف و قلم دونوں کے دھنی تھے۔ وہ شہسواری اور تیراندازی میں کامل دست گاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے معاشرے میں قرأت و کتابت کے وصف سے متصف تھے جس میں ایسے افراد نہایت کمیاب تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے ہوں۔ ان کا قبولِ اسلام سعدؓ بن معاذ کے قبول اسلام کا سبب بنا اور ان دونوں کا دائرۂ اسلام میں داخل ہونا قبیلۂ اوس کی ایک بڑی تعداد کے لئے مشرف بہ اسلام ہونے، مدینہ کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دارِ ہجرت، اسلام کی پناہ گاہ اور اس کی عظیم سلطنت کا پایۂ تخت بننے کا ذریعہ بن گیا۔

حضرت اُسیدؓ نے جب سے حضرت مصعب بن عمیرؓ سے قرآن سنا تھا، وہ اس طرح اس کے گرویدہ ہوگئے تھے جیسے کوئی محب اپنے محبوب پر فریفتہ ہوتا ہے اور وہ اس کی طرف اس طرح متوجہ ہوئے تھے جیسے کوئی پیاسا سخت گرمی کے دن میں میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے گھاٹ کی طرف لپکتا ہے۔ انہوں نے قرآن عظیم کی تلاوت کو اپنا شب و روز کا مشغلہ بنالیا تھا۔ وہ یا تو خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے نظر آتے یا تنہائی میں کتابِ الٰہی کی تلاوت میں مشغول دکھائی دیتے تھے۔

ان کی آواز بڑی پُرسوز، ان کا لہجہ نہایت واضح اور ان کی ادائیگی بہت صاف تھی۔ عام طور سے قرآن کی تلاوت ان کو اس وقت بہت بھلی معلوم ہوتی تھی جب رات پُرسکون ہوتی، ماحول پر مکمل اور گہرا سناٹا طاری ہوتا، لوگ سوچکے ہوتے اور دلوں میں تکدر نہ ہوتا اور صحابہ کرامؓ کا یہ حال تھا کہ حضرت اُسیدؓ کی تلاوت کے اوقات کے منتظر رہتے اور ان کی تلاوت کو سننے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے، وہ شخص خود کو بڑا خوش قسمت تصور کرتا جس کو ان سے قرآن کریم سننے کا موقع مل جاتا، جیسا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، ان کی تلاوت قرآن کی شیرینی و حلاوت

سے آسمان والے بھی اسی طرح محظوظ ہوتے تھے جس طرح زمین والے اس سے لذت اندوز ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت اُسیدؓ آدھی رات کو اپنے مکان کے پچھواڑے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے صاحبزادے یحییٰ ان کی بغل میں سو رہے تھے اور ان کا گھوڑا، جس کو انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پال رکھا تھا، ان سے کچھ فاصلے پر بندھا ہوا تھا، رات خاموش اور تاریک تھی، آسمان صاف وشفاف اور خوبصورت تھا اور ستاروں کی بے دار نگاہیں پُرسکون زمین کو رقّت و لطافت کے ساتھ تک رہی تھیں۔ حضرت اُسیدؓ کے جی میں آیا کہ وہ اس نمناک فضا کو قرآن کریم کی خوشبو سے معطر کردیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی دلکش آواز میں تلاوت شروع کی:

’’الٓمٓ Oذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَO الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُوْنَO وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَO‘‘

(البقرہ:۱ تا ۴)

ترجمہ:’’الف، لام، میم! یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے ان پرہیزگار لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن کریم) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔‘‘

اچانک انہوں نے محسوس کیا کہ ان کا گھوڑا اس طرح اچھل کود رہا ہے جیسے وہ اپنی رسی توڑ لے گا۔ وہ خاموش ہوگئے، ان کے خاموش ہوتے ہی گھوڑا پُرسکون ہوگیا، پھر جب انہوں نے دوبارہ پڑھنا شروع کیا:

’’أُوْلٰٓـئِکَ عَلَی هُدًی مِّن رَّبِّهِمْ وَأُوْلٰٓـئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ‘‘ (البقرہ:۵)

تو گھوڑا پہلے سے زیادہ اچھل کود کرنے لگا، وہ پھر خاموش ہوگئے، گھوڑا پھر پُرسکون ہوگیا۔ حضرت اُسیدؓ نے وقفے وقفے سے تلاوت کا عمل کئی بار دہرایا۔ وہ جب بھی تلاوت شروع کرتے گھوڑا بھڑکنے اور بدکنے لگتا اور جب وہ رُک جاتے تو گھوڑا بھی پُرسکون ہو جاتا۔ انہیں اپنے بیٹے یحییٰ کے متعلق یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے کچل نہ دے۔ اس لئے وہ اس کو جگانے کے لئے اس کے پاس گئے۔ یکا یک ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر بادلوں کی چھتری سی تنی ہوئی ہے۔ وہ ایسا خوبصورت اور دلکش منظر تھا جو اس سے پہلے کبھی ان کی نظر سے نہیں گزرا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان بادلوں کے ساتھ چراغوں کی طرح کی کچھ روشنیاں معلق ہیں، یہاں تک کہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئیں۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر جب انہوں نے رات کا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اُسیدؓ! وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت سننے کے لئے آئے تھے، اگر تم نے اپنی قرأت کا سلسلہ منقطع نہ کیا ہوتا تو لوگ انہیں کھلم کھلا دیکھ لیتے۔‘‘

جس طرح حضرت اُسیدؓ کو کتاب الٰہی سے غیر معمولی عشق تھا، اسی طرح انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے انتہا محبت تھی۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ دو اوقات ایسی ہیں جن میں ان کے قلب کی صفائی اور ایمان کی جلا اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے، جب وہ قرآن کریم پڑھ یا سن رہے ہوں اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے یا گفتگو کرتے دیکھ رہے ہوں۔

ان کے دل میں اکثر یہ تمنا کروٹیں لیتی رہتی تھی کہ ان کا جسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے مس ہوجائے اور وہ جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کا بوسہ لے لیں اور حسن اتفاق سے ایک بار ان کو یہ موقع نصیب ہوگیا۔ ایک دن حضرت اُسیدؓ لوگوں کو اپنی ظرافت اور بذلہ سنجی سے محظوظ کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خوش ہوکر اپنے ہاتھ کی انگلی ان کی کوکھ میں ہلکی سے چھوئی تو انہوں نے کہا کہ: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اُسیدؓ! تم مجھ سے اس کا بدلہ لے لو۔ حضرت اُسیدؓ! نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر اس وقت قمیض ہے اور جب آپ نے میرے جسم میں انگلی چھوئی تھی تب میرے بدن پر کپڑا نہیں تھا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم سے کپڑا اٹھا دیا اور حضرت اُسید! یہ کہتے ہوئے جسم مبارک سے چمٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل اور کمر کے درمیانی حصے جسم کو چومنے لگے۔

’’اے اللہ کے رسول! میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، یہ میری ایک آرزو تھی جسے میں اپنے دل میں اس وقت سے پال رہا تھا جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف ہوا تھا، آج میری وہ دیرینہ تمنا پوری ہوگئی۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت اُسید کی محبت کا جواب محبت سے دیتے تھے اور ان کی سبقت اسلام کا بہت زیادہ لحاظ کرتے تھے۔ نیز اس بات کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خیال کرتے تھے کہ انہوں نے غزوۂ احُد میں اپنی جان پر کھیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا، یہاں تک کہ اس روز ان کو نیزے کے سات جان لیوا زخم آئے تھے۔ حضرت اُسیدؓ کو اپنے قبیلہ میں جو قدر و منزلت حاصل تھی، اس کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا پورا احساس تھا، اسی لئے جب وہ کسی کی سفارش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش ضرور قبول فرماتے تھے۔ حضرت اُسیدؓ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے ایک گھر کا ذکر کیا جو نہایت محتاج اور ضرورت مند تھا اور اس میں اکثریت خواتین کی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اُسید! تم میرے پاس اس وقت آئے ہو جب میں وہ سارا مال تقسیم کر چکا ہوں جو میرے ہاتھ میں تھا۔ اب جب تم سننا کہ میرے پاس مال آیا ہے تو ان لوگوں کا مجھ سے ذکر کرنا۔‘‘

اس کے کچھ دنوں کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر سے مال آیا تو آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم فرمایا اور خاص طور سے انصار کو اور اس گھر والوں کو کافی مقدار میں مال دیا تو میں نے کہا:

’’اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی طرف سے بہترین جزا دے۔‘‘

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

’’انصار کے لوگو! اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو بہترین جزا دے، جہاں تک میں جانتا ہوں، تم لوگ صبر و قناعت اختیار کرنے والے لوگ ہو۔ میرے بعد تم لوگوں کے حقوق نظر انداز کئے جائیں گے اور دوسروں کو تمہارے اوپر ترجیح دی جائے گی، جب ایسا ہو تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات ہو، ہماری ملاقات حوض پر ہوگی۔‘‘

حضرت اُسیدؓ کہتے ہیں کہ جب خلافت کی ذمہ داری حضرت عمر بن خطابؓ کے حوالے ہوئی تو انہوں نے ایک دن مسلمانوں میں مال اور سامان تقسیم کیا اور میرے پاس ایک معمولی سا جوڑا بھیجا اور اس اثنا میں کہ میں مسجد میں تھا، میری طرف سے ایک قریشی جوان کا گزر ہوا جس کے جسم پر انہی جوڑوں میں سے ایک لمبا چوڑا جوڑا تھا، جسے وہ زمین پر گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے ایک ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ذکر کیا اور اس آدمی نے حضرت عمرؓ کے پاس جا کر میرے بات ان کو بتا دی۔ وہ دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے، میں اس وقت نماز میں مشغول تھا، انہوں نے کہا کہ اُسید! نماز پڑھ لو، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے جو کچھ کہا اور دیکھا تھا ان کے گوش گزار کر دیا تو انہوں نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے، وہ جوڑا میں نے فلاں کے پاس بھیجا تھا، وہ ایک انصاری ہیں جن کو بیعت عقبہ، غزوۂ بدر اور جنگ اُحد میں شرکت کا شرف حاصل ہے۔ ان سے وہ جوڑا اس قریشی نوجوان نے خرید کر پہنا تھا، کیا تم سمجھتے ہو کہ جس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو دی تھی وہ میرے زمانے میں پیش آئے گی؟ تو حضرت اُسیدؓ نے کہا:

’’امیر المؤمنین، خدا کی قسم! میرا خیال ہے کہ وہ بات آپ کے زمانے میں نہیں پیش آئے گی۔‘‘

حضرت اُسید بن حضیرؓ اس کے بعد زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت ہی میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا۔ انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے ذمہ چار ہزار درہم قرض ہے۔ ان کے ورثا نے چاہا کہ قرض کی ادائیگی کے لئے ان کی زمین کو فروخت کر دیں لیکن جب حضرت عمرؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا: میں اپنے بھائی اُسیدؓ کے اہل و عیال کو تہی دست اور لوگوں کے لئے بار نہیں بننے دوں گا۔

پھر انہوں نے قرض خواہوں سے گفتگو کر کے ان کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ان کی زمین کی پیداوار چار سال تک ایک ہزار درہم سالانہ کے حساب سے خرید لیا کریں اور اس طرح اپنا قرض وصول کر لیں۔

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، باغ آزاد کشمیر

رپورٹ: مولانا عادل خورشید

آزاد کشمیر اسمبلی کے رکن جناب (ریٹائرڈ) میجر محمد ایوب صاحب حجاز مقدس فریضہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ روضہ طیبہ پر جاتے وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اچانک ان کے دل میں خیال آیا کہ میں کس منہ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مواجہہ شریف پر سلام عرض کرنے جا رہا ہوں؟ حالانکہ ہمارے ملک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن دندناتے پھر رہے ہیں۔ یہ خیال جیسے ہی دل میں آیا تو انہوں نے پکا ارادہ کرلیا کہ اپنی آزاد کشمیر اسمبلی سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے میں قرارداد پیش کروں گا۔ حج سے واپس آئے تو انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد 22 مارچ 1973ء کو آزاد جموں کشمیر قانون ساز اسمبلی کو پیش کی اور 28 اپریل 1973ء کو بحث کے بعد پاس کرلی گئی۔

اس قرارداد کا متن یہ ہے:

’’آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر اسلامی حکومت ہونے کے علاوہ ایکٹ 1970ء کی رو سے قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی قوانین وضع کرنے کی پابند ہے۔ 1972ء کے سرمائی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے یہ ایوان حکومت کو اسلامی قوانین فی الفور نافذ کرنے کا مطالبہ بھی کر چکا ہے۔ تمام اسلامی ممالک کے فیصلوں کی روشنی میں یہ ایوان حکومت کو ان اقدامات کو بروئے کار لانے کی سفارش کرتا ہے کہ:

الف: مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ب: آزاد کشمیر میں مقیم مرزائیوں کو رجسٹر کیا جائے اور اقلیت کی بنیاد پر ہر سطح پر نمائندگی دی جائے۔

ج: آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔‘‘

اس تاریخی دن کی مناسبت سے دارالعلوم تعلیم القرآن باغ میں میجر ایوب شہید میموریل کمیٹی و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس 29 اپریل 2023ء بروز ہفتہ صبح 9 بجے منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، سیاسی و سماجی شخصیات و ماہرین قانون نے خطاب کیا۔ خصوصی خطاب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے کیا۔ ان کے علاوہ مفتی محمود الحسن مسعودی صاحب سرپرست اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، مولانا امین الحق فاروقی صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، مولانا سلیم اعجاز صاحب مہتمم جامعہ انوار العلوم دھیرکوٹ، مولانا امتیاز احمد صدیقی صاحب چیئرمین علماء مشائخ و امیر جمعیت علمائے جموں و کشمیر، عبدالرشید ترابی صاحب سابق امیر جماعت اسلامی و سابق ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر، عبدالرشید چغتائی ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری ایوب میموریل کمیٹی، عامر مشتاق میڈیا کوآرڈینیٹر میجر ایوب میموریل کمیٹی، مولانا مفتی محمد ندیم خان نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، مولانا عادل خورشید ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، راجہ آصف، مولانا سیف الرحمن کشمیری، مولانا نذر حسین ودیگر سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات نے خطاب کیا۔

مقررین نے اس عظیم کارنامے پر میجر ایوب شہید اور دیگر ممبران اسمبلی کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور حکومت وقت سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ان کی پیش کردہ قرارداد پر من وعن عملدرآمد کیا جائے۔ کیونکہ ابھی تک ان کی پیش کردہ قرارداد کی شق نمبر 2 پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ جس میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کی الگ سے رجسٹریشن کی جائے۔ جب محمد ضیاء الحق صاحب نے پاکستان میں 1984 میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پاس

کیا تو 1985 میں آزاد کشمیر میں بھی من وعن نافذ کر دیا گیا۔ یوں میجر محمد ایوب خان کی قرارداد کی شق (ج) پر عمل درآمد ہوگیا۔لیکن اس قانون کا یہاں پر عملاً کچھ حاصل نہیں ہوسکتا تھا جب تک بقیہ شقوں پر بھی عمل درآمد نہ کیا جائے۔

6 فروری 2018ء کو آزاد کشمیر کے آئین میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے کر میجر محمد ایوب خان کی قرارداد کی پہلی شق (قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا) پر بھی عمل درآمد ہوگیا۔

گویا اب آزاد کشمیر میں کوئی شخص اگر خود کو قادیانی کے طور پر واضح کر دے تو وہ یہاں کے آئین و قانون کی نظر میں غیر مسلم ہے۔ وہ نہ تو اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکتا ہے اور نہ ہی وہ آزاد کشمیر کا صدر یا وزیر اعظم بن سکتا ہے کیونکہ آزاد کشمیر کے صدر یا وزیر اعظم کے لئے مسلمان کا ہونا شرط ہے۔لیکن اگر کوئی قادیانی خود کو مرزائی ظاہر نہ کرے تو وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر صدر اور وزیر اعظم بھی بن سکتا ہے اور مسلمان کی شکل میں ممبر قانون ساز اسمبلی بھی بن سکتا ہے اور اس کے لئے کوئی آئینی یا قانونی رکاوٹ موجود نہیں جب تک کہ اسے ثبوتوں سے مرزائی واضح نہ کیا جائے۔

مقررین نے کہا کہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور میجر محمد ایوب شہید رحمہ اللہ کی تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

مقررین نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانی سرگرمیوں کے خلاف ایکشن لے، قادیانیوں کی الگ رجسٹریشن کی جائے، ختم نبوت کا حلف نامہ ووٹر لسٹوں میں شامل کیا جائے اور ویمن یونیورسٹی باغ کو محرک قرارداد ختم نبوت میجر محمد ایوب شہید کے نام سے موسوم کیا جائے اور عوام الناس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس بات کا مطالبہ بھی ہر فورم پر کریں قادیانیوں کا معاشرتی اور معاشی ہر قسم کا بائیکاٹ کریں۔ شرکاء کانفرنس نے تحفظ ختم نبوت اور تعاقب قادیانیت کے مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے کا عزم کیا۔

کانفرنس حضرت مولانا امین الحق فاروقی صاحب کی میزبانی میں اور مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی، مفتی محمد ندیم خان، مولانا عادل خورشید، مولانا عتیق احمد، مولانا طیب اعجاز، مفتی بدرالاسلام عباسی کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پونچھ کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد عبدالخالق کی قیادت میں راولاکوٹ سے متعدد افراد نے کانفرنس میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھمبر کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد طیب اور ناظم عمومی مولانا سیف الرحمٰن کشمیری کی قیادت میں بھمبر سے احباب نے بھرپور شرکت کی، مولانا نذر حسین ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سدھنوتی کی قیادت میں پلندری سے علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کی بڑی تعداد نے شرکت کی، جانشین شیخ القرآن حضرت مولانا الیاس چناری رحمہ اللہ امیر اول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر حضرت مولانا فرید احمد صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جہلم ویلی کی قیادت میں جہلم ویلی سے معززین نے شرکت کی، مفتی عابد کیانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل چکار کے قیادت میں علماء کرام نے شرکت کی، ضلع مظفرآباد سے قاری محمد احمد سرور ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مظفرآباد کے علاوہ متعدد افراد نے شرکت کی۔ ضلع حویلی سے مفتی عبدالرحمان امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حویلی و ناظم عمومی مولانا محمد لیاقت جواد کی قیادت میں ایک بڑے قافلے نے کانفرنس میں شرکت کی۔☆☆☆

توہین آمیز واقعہ کی پُرزور اور شدید الفاظ میں مذمت!

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، سیکرٹری جنرل لاہور مولانا قاری علیم الدین شاکر، نائب امیر لاہور پیر میاں محمد رضوان نفیس، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود، مولانا سید عبداللہ شاہ، مولانا محمد زبیر جمیل، قاری ظہور الحق ودیگر نے حالیہ دنوں میں پی ٹی آئی کے ایک سیاسی اجتماع میں ایک سازش اور پلاننگ کے تحت نوعمر بچے سے تقریر کرائی گئی جس میں عمران نیازی کے والدین کو معاذ اللہ، حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ساتھ نا صرف ملانے کی ناپاک جسارت کی گئی بلکہ باقی انبیاء، صحابہ واہلبیت، صلحا اور برگزیدہ شخصیات سے اس کو افضل قرار دینے کی بھی ناپاک کوشش کی گئی، اس کی پرزور اور شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ افسوس کا مقام ہے کہ پورے مجمع بشمول اسٹیج پر موجود پی ٹی آئی کی مرکزی قیادت اور دانشوروں نے خوشی سے تالیاں بجا کر اس ناپاک موقف کی تائید کی۔ دینی رہنماؤں نے کہا کہ ایک ادنیٰ مسلمان بھی اپنی غیرت ایمانی کی وجہ سے یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ ایک بدکردار شخص کو امت کی مقدس اور بزرگ شخصیات کے برابر قرار دیا جائے۔ ہم ارباب اختیار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس واقعہ کا بھرپور نوٹس لیا جائے اور اس واقعہ کی چھان بین کرواکر اس میں پس پردہ ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ پی ٹی آئی کے قبیح فعل سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور کروڑوں مسلمانوں میں شدید اضطراب واشتعال پایا جاتا ہے۔

قادیانی ملزم وکیل کو عدالتی تحویل میں جیل بھیجنے کا حکم

علی احمد طارق خود کو سیّد ظاہر کر رہا تھا، سٹی کورٹ تھانے میں وکلا کے احتجاج پر مقدمہ درج

کراچی ...... خود کو مسلمان اور اہل بیت ظاہر کرنے والا قادیانی وکیل سٹی کورٹ سے گرفتار کر لیا گیا۔ تھانہ سٹی کورٹ میں قادیانی وکیل کے خلاف وکلا نے توہین رسالت کا مقدمہ درج کرا دیا۔ تفصیلات کے مطابق خود کو مسلمان اور اہل بیت ظاہر کرنے والے قادیانی وکیل کو سٹی کورٹ سے گرفتار کر لیا گیا۔ جمعرات کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جنوبی کی عدالت میں قادیانی ارتداد خانے پر شعائر اسلام استعمال کرنے سے متعلق مقدمہ منتقل کرنے کی درخواست پر سماعت ہوئی۔ اس دوران ملزم کی جانب سے وکیل علی احمد طارق نے وکالت نامہ جمع کرایا۔ مقدمہ کی سماعت کی بعد وکلا کی جانب سے علی احمد طارق کے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر شدید احتجاج کیا گیا۔ وکلا علی احمد طارق کو لے کر تھانہ سٹی کورٹ پہنچ گئے۔ ابتدائی طور پر پولیس کی جانب سے مقدمہ درج کرنے سے پہلے اعلیٰ حکام سے اجازت لی گئی جس میں کافی وقت لگا، اس دوران وکلا کی جانب سے احتجاج کیا گیا، بعدازاں پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔ وکیل محمد اظہر خان ایڈووکیٹ کی مدعیت میں تھانہ سٹی کورٹ میں مقدمہ الزام نمبر 54/2023 درج کیا گیا ہے۔ مقدمہ کے متن کے مطابق مدعی مقدمہ کے وکیل منظور احمد راجپوت نے شکایت درج کراتے ہوئے بتایا کہ 27 اپریل 2023ء کو میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جنوبی کی عدالت میں کیس نمبر 32/2023 میں پیش ہوا تھا تو وہاں پر ملزم صباحت کی جانب سے ایک وکیل صبح 9 بجکر 40 منٹ پر پیش ہوا اور وکالت نامہ جمع کرایا، جس میں اس نے اپنا نام سید علی احمد طارق تحریر کیا ہوا تھا، جبکہ یہ وکیل قادیانی ہے۔ اس نے کورٹ میں جان بوجھ کر خود کو سید ظاہر کیا، جب میں نے کورٹ کے باہر اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں ایک سچا مسلمان اور سید ہوں۔ یہ الفاظ وہاں پر موجود وکلا جن میں غلام اکبر جتوئی، اعجاز احمد سومرو و دیگر وکلا نے سنا، لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ملزم علی احمد طارق کے خلاف زیر دفعہ 298 بی اور سی کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ اس حوالے سے مدعی مقدمہ کے وکیل جناب منظور احمد راجپوت نے امت کو بتایا کہ وکیل علی احمد طارق قادیانی ہے اور اپنا تعلق اہل بیت سے ظاہر کر رہا تھا، جبکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت کوئی بھی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا، جبکہ وہ شعائر اسلام بھی استعمال نہیں کر سکتا، کیونکہ قادیانی منکرین ختم نبوت ہیں۔ اس نے عدالت میں پیش ہو کر وکالت نامہ جمع کرایا، جس پر مجھ سمیت دیگر وکلا نے اعتراض کیا۔ ہم نے اس سے دوبارہ پوچھا تو اس نے دیگر وکلا کے سامنے کہا کہ میں مسلمان اور اہل بیت میں سے ہوں۔ اس کے بعد وکلا نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے تھانہ سٹی کورٹ میں اس کے خلاف مقدمہ درج کروایا اور پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ اس حوالے سے ایس ایچ او تھانہ سٹی کورٹ انسپکٹر ملک عادل نے امت کو بتایا کہ وکیل محمد اظہر خان کی جانب سے مقدمہ درج کرایا گیا ہے، جس پر وکیل ملزم علی احمد طارق کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ملزم وکیل قادیانی ہے اور اپنے نام کے ساتھ سید استعمال کر رہا تھا حالانکہ قادیانی نام کے ساتھ سید لکھنا یا شعائر اسلام اور اہل بیت کے القابات استعمال نہیں کر سکتا۔ مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

افسوسناک گستاخانہ تقریر

گزشتہ دنوں پی ٹی آئی کے سیاسی جلسے میں ایک سازش کے تحت نوعمر بچے سے تقریر کرائی گئی جس میں عمران خان نیازی کے والدین کو معاذاللہ، حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ساتھ نہ صرف ملانے کی ناپاک جسارت کی گئی بلکہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صلحاء سے انہیں افضل قرار دینے کی بھی ناپاک کوشش کی گئی۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ پورے مجمع بشمول اسٹیج پر موجود پی ٹی آئی کی مرکزی قیادت اور دانشوروں نے خوشی سے تالیاں بجا کر اس ناپاک موقف کی تائید کی۔ ایک ادنیٰ مسلمان بھی اپنی غیرت ایمانی کی وجہ سے یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ ایک بدکردار شخص کو امت کی مقدس اور بزرگ شخصیات کے برابر قرار دیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس واقعہ کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے ارباب اختیار سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس واقعہ کی چھان بین کرائی جائے اور اس میں پس پشت ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

(مرکزی قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

سابق وفاقی وزیر مذہبی امور

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا مفتی عبدالشکورؒ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل، جامعہ کے شیخ الحدیث اور ہمارے خانیوال کے بزرگ حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ کے خلیفہ مولانا مفتی محمد فریدؒ، مولانا شیخ حسن جانؒ، مولانا فضل اللہ کے شاگرد رشید تھے۔

۱۹۶۶ء میں پیدا ہوئے، پختونوں میں دینداری ضرب المثل ہے، آپ کے والد گرامی کی جو تصویر سوشل میڈیا پر آئی۔ اس سے فرشتہ سیرت انسان ہونا معلوم ہوتا ہے، طالب علمی کے دور میں جمعیت طلبہ اسلام سے وابستہ رہے اور اس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔ فراغت کے بعد اپنے علاقہ میں ایک مدرسہ میں استاذ اور ایک مسجد کے امام وخطیب مقرر کئے گئے اور جمعیت علمائے اسلام کی سرگرمیوں میں پروانہ وار حصہ لیا۔ جمعیت علمائے اسلام فاٹا کے امیر بنائے گئے۔

کچے مکان اور چھوٹی سی مسجد کا خطیب جماعت کی برکت اور اپنی شبانہ روز محنت کی وجہ سے ایم این اے بن گیا۔

> آپ نے اپنے دورِ وزارت میں حرمین شریفین میں ضیوف الرحمٰن حجاج کرام کے آرام وراحت کے لئے اپنے آرام وراحت کو قربان کردیا۔ جہاں جہاں حجاج کرام ٹھہرے ہوئے تھے ان ہوٹلوں میں جا کر ان کی ضروریات اور مسائل معلوم کئے اور فوری طور پر مسائل حل کئے

عمران دور میں اسمبلی کے فلور پر جاندار بیانات کئے اور قبائلی نوجوانوں کو راستہ دکھلایا جب شہباز شریف وزیر اعظم بنے اور پی ڈی ایم کی حکومت بنی تو آپ جمعیت علمائے اسلام کے کوٹہ سے مذہبی امور کے وفاقی وزیر بنادیئے گئے وزارت کے دور میں آپ کی وضع قطع، سادگی، اخلاص وللّٰہیت میں کوئی فرق نہیں، پاؤں میں پھٹی پرانی چپل، وزارت سے قبل کا لباس اور پگڑی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ نے اپنے دور وزارت میں حرمین شریفین میں ضیوف الرحمٰن حجاج کرام کے آرام وراحت کے لئے اپنے آرام وراحت کو قربان کردیا۔ جہاں جہاں حجاج کرام ٹھہرے ہوئے تھے ان ہوٹلوں میں جا کر ان کی ضروریات اور مسائل معلوم کئے اور فوری طور پر مسائل حل کئے۔

عمران خان دور میں حج بہت مہنگا ہوگیا۔

آپ سعودی حکام کو ملے، مقامی ٹیکسز کی معافی کی درخواستیں کیں اور ہر ایک حاجی کو لاکھوں روپے کا فائدہ پہنچایا، مزید یہ کہ واپسی پر انہیں رقوم واپس کرائیں۔

غرضیکہ ایک مولوی نے ثابت کردیا کہ بغیر کرپشن اور ذاتی مفادات کے وزارت چلائی جاسکتی ہے اور چلا کر دکھلایا۔

آپ کے والد محترم کا بیان ہے کہ وہ ہمیشہ گناہوں سے مجتنب رہے، وہ مولوی جس نے ڈرنا اور بکنا نہیں سیکھا تھا، اپنے وزیر اعظم کی بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنے والا سوشل میڈیا پر وائرل تصاویر کے مطابق وہ خواتین سے جب گفتگو کرتا ہے تو وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، ان کے سامنے اس طرح مودّب نظر آتا ہے کہ اپنے استاذ، شیخ یا والدین کے سامنے کھڑا ہے۔

اصلاحی تعلق اپنے استاذ محترم شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فریدؒ نقشبندی مجددی سے رکھا۔ مفتی محمد فریدؒ، حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ کے خلیفہ اور ہزاروں مریدین کے مرشد و مربی تھے۔ ان کی تربیت نے آپ کو صوم وصلوٰۃ، ذکر

و اذکار، نوافل و تہجد اور ذکر و مراقبہ کا پابند بنا دیا۔ امسال ڈالر کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے جب حج کی مصارف بڑھے تو انتہائی افسردگی و پریشانی کے ساتھ اعلان کیا اور حجاج کو فائدہ پہنچانے میں مختلف وزراء سے ملاقاتیں کیں۔ غرضیکہ وہ اپنے علم و عمل، اخلاق و کردار کے اعتبار سے اس صدی کا انسان نہیں بلکہ گزشتہ صدیوں کا مسلمان نظر آتا ہے۔

ان کے والد محترم کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اس رمضان المبارک میں شہادت کی دعا کی ہے اور اللہ پاک نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ کسی دوست کی افطاری سے فراغت کے بعد اپنی رہائش گاہ کی طرف بغیر کسی پروٹوکول کے روانہ ہوئے، پیچھے آنے والے ڈالہ نے انہیں بے دردی کے ساتھ ہٹ کیا کہ ان کی گاڑی چکنا چور ہوگئی اور ہسپتال جانے سے پہلے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی شہادت کو پوری قوم نے سوگواری کے ساتھ محسوس کیا اور آناً فاناً ان کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پوری دنیا میں پھیل گئی۔ اسلام آباد میں ان کے جنازہ کی امامت قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے فرمائی۔ جس میں وفاقی وزراء، ایم این ایز، سینیٹرز، دینی جماعتوں کے کارکنوں، علمائے کرام، مشائخ عظام نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی، امام جنازہ سمیت تمام شرکا پُرنم آنکھوں کے ساتھ ان کا جنازہ پڑھ رہے تھے اور ان کی مغفرت کی دعائیں کررہے تھے اور ان کی میت کو پُرنم آنکھوں کے ساتھ ان کے آبائی علاقہ کی طرف ایمبولینس میں روانہ کیا اور ان کی دوسری نماز جنازہ ان کے آبائی علاقہ میں ادا کی گئی اس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور آبائی قبرستان ’’تاجی خیل‘‘ میں رحمت پروردگار کے سپرد کیا گیا۔ ’’اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ وبرد مضجعہ وتقہ من الذنوب کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔‘‘

انہیں رمضان المبارک کے پچیسویں روزہ مطابق ۱۶/اپریل ۲۰۲۳ء کو سپرد خاک کیا گیا۔

ان کا صدمہ راقم نے ذاتی طور پر محسوس کیا اور کافی دیر اشکبار رہا۔ ویسے بھی عزیزم مولانا محمد ابوبکر صدیقؒ، نعمان شہزاد کی ناگہانی وفات کے بعد ایسے صدمات برداشت نہیں ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فیصلے بغیر حکمت کے نہیں ہوتے۔ سرتسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے۔ اللہ پاک ان کے خاندان اور پوری جماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔☆☆

سہیل نواز تھہیم کی وفات

فاتح سندھ جناب محمد بن قاسمؒ کے ساتھ بارہ ہزار فوجی برصغیر میں آن وارد ہوئے۔ ان میں چھ ہزار فوجی بنوتمیم کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بقول مورخ تحریک ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سندھ اور ملتان فتح کرنے کے بعد خلیفۂ وقت نے جناب محمد ابن قاسمؒ کو واپس طلب کرلیا، لیکن پوری فوج ان علاقوں میں رہی، محمود غزنویؒ کے عہد میں یہ فوج سندھ، جہلم، دہلی اور ملتان میں منقسم ہوکر قیام پذیر ہوگئی۔ بنوتمیم سے تعلق رکھنے والے اسلامی فوجیوں کی نسل آگے بنوتمیم سے تھہیم کہلائی۔

تھہیم برادری کے ایک صاحب علی نواز خان تھے، ان کے ایک فرزند ارجمند جناب محمد سہیل نواز عرف امیر سہیل ہمارے دفتر مرکزیہ سے ملحقہ مسجد ختم نبوت کے ایک نمازی تھے، جن کی عمر ۴۸ سال تھی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نماز میں اکثر ان سے ملاقات ہوجاتی۔ راقم خاص خاص مواقع پر جامع مسجد ختم نبوت میں صبح کی نماز کے بعد بیان کرتا رہتا ہے۔ برادر سہیل نواز بیانات میں تشریف فرما ہوتے، دعا کے بعد مسکراتے ہوئے ملتے۔ مجلس کے پروگراموں میں بھی شرکت فرماتے۔ دعوت وتبلیغ کی جماعتیں جب ہماری مسجد میں آتیں تو برادرم سہیل نواز ان کی تعلیم وبیانات میں بھی شریک ہوتے۔

راقم اکثر اسفار میں رہتا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ چند روز دفتر میں رہنے اور صبح کی نماز کے بعد بیان کا بھی موقع ملا تو سہیل نواز تھہیم کے برادر محترم جناب شعیب نواز سے چھبیسویں تراویح سے پہلے پوچھا: بھائی نظر نہیں آرہے؟ تو انہوں نے یہ افسوسناک خبر سنائی کہ گزشتہ سال اگست میں مالدیپ کی سیاحت کے لئے فیملی سمیت گئے، مالدیپ سے دبئی آئے اور ایک ہوٹل میں قیام کیا تو ۴/ستمبر کو حرکت قلب بند ہونے سے رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑیں، اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر رحمۃ اللہ علیہ باغبانپورہ، لاہور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا محمد اسحاق قادریؒ کے فرزندان گرامی مولوی حبیب الرحمٰن، حافظ انیس الرحمٰن اور اب مولانا قاری جمیل الرحمٰن اخترؒ بھی انتقال فرماگئے۔ حضرت مولانا محمد اسحاقؒ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خادم خاص تھے۔ان کی ساری زندگی قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گزری۔ حضرت لاہوریؒ کی تفسیری خدمات میں مرحوم کا خاصا حصہ ہے۔ مولانا جمیل الرحمٰن اخترؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں زیر تعلیم رہے۔آپ کو شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، علامہ غلام رسولؒ، مولانا عبدالمجید انورؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال ملک کا نامور اور مجاہد ادارہ رہا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، مولانا محمد عبداللہؒ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ سمیت کئی ایک علمائے کرام گرفتار کرلئے گئے اور سال بھر پابند سلاسل رہے۔ قاری جمیل الرحمٰن اخترؒ نے ان علمائے کرام سے تربیت حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے کیا۔ امام اہلسنت، حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مفسر القرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ اور دیگر اساتذۂ کرام سے احادیث نبویہ کی فیوضات اور برکات حاصل کیں۔ ۱۹۸۳ء میں غالباً دورہ حدیث شریف پڑھا اور اپنے والد محترم کی نگرانی میں ان کے مدارس ومساجد کی خدمت وآبیاری میں مصروف ہوگئے۔تقریباً دس سال والد محترم کے زیر سایہ رہ کر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۹۲ء میں والد محترم کا انتقال ہوا تو ان کی وفات کے بعد ان کے قائم کردہ جامعہ واہگہ باغبانپورہ، جامعہ حنفیہ چوک شہیداں والا روڈ، جامع مسجد امن باغبانپورہ، مسلم مسجد انگوری باغ اسکیم، مدنی مسجد شمع پارک اور مدرسۃ السکینہ شمع پارک کا نظم سنبھالا اور خوب سنبھالا، نیز جامع مسجد الہاشمی پھول نگر میں قائم کی۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے پاکستان شریعت کونسل کے نام سے جماعت تشکیل دی۔حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ امیر، مولانا زاہد الراشدی ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور آپ کو پنجاب شریعت کونسل کا امیر بنایا گیا۔

مشہور خطیب و ادیب حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ کی تقاریر کو کیسٹ پر اتار کر سات جلدوں میں شائع کیا اور ندیم صاحب کی جماعت مجلس علماء اہلسنت کے ساتھ بھی وابستہ رہے، مولانا نور محمد تونسویؒ کی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب کو شائع کیا۔اپنے والد محترم کی غیر مطبوعہ تفسیر پر کام شروع کردیا تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور نے رابطہ کمیٹی قائم کی تو اس کے رکن رکین مقرر ہوئے اور مجلس لاہور کے سرپرست بھی منتخب کئے گئے۔ مجلس کے زیر اہتمام لاہور میں گزشتہ سالوں میں منعقد ہونے والی کانفرنسیں جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ، باغبانپورہ، بادشاہی مسجد، کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ، جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ میں منعقد ہونے والی بڑی بڑی کانفرنسوں کے لئے انتھک محنت کرنے والے احباب میں شامل تھے۔ گزشتہ کئی روز سے صاحبِ فراش چلے آ رہے ہیں۔ علاج معالجہ جاری رہا تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۶۴ سالہ تھکا ماندہ مسافر اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوا۔ ۱۷/ مارچ ۲۰۲۳ء کو جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اسی رات نو بجے آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزندارجمند مولانا زبیر احمد جمیل کی اقتدا میں قریبی ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی اور باغبانپورہ کے قدیمی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائیں اور ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ۔

تنظیم اہلسنت کے مرکز میں بیان: مرکز واقع چوک نواں شہر جامع مسجد صدیقیہ میں مرکز رحماء بینھم میں ۱۳/اپریل عصر کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ تنظیم اہلسنت اہل حق کی قدیمی جماعت ہے۔ جس کی بنیاد ۲۱/دسمبر ۱۹۴۳ء میں جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں رکھی گئی۔ جناب سردار محمود خان لغاریؒ صدر اور سردار احمد خان پتافیؒ ناظم اعلیٰ مقرر کئے گئے، جبکہ امام اہلسنت حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ مہتمم قرار پائے۔ تنظیم اہلسنت کے مقاصد میں سے مرکزی نقطۂ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور عظمت اصحابؓ و اہلبیتؓ رسول کی حفاظت قرار پائی۔ سردار احمد خان پتافیؒ دردِ دل رکھنے والے مسلمان تھے، جولنڈی پتافی جام پور کے رہنے والے تھے۔ مسلمانوں کی دین اسلام سے بے توجہی نے انہیں بے چین کردیا۔ آپ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مناظر اسلام مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کے تبلیغی پروگرام ضلع ڈیرہ غازی خان کے طول وعرض ڈیرہ، وہوا، راجن پور، جام پور اور دوسرے قصبات میں رکھتے۔ مسلمانان علاقہ میں دینی و تعلیمی شعور بیدار کرنے کیلئے جام پور میں مڈل اسلامی اسکول، چار پانچ پرائمری اسکول قائم کئے۔ ۲۵/نومبر ۱۹۶۰ء میں انتقال ہوا۔ تنظیم اہلسنت آپ کے حسنات میں ہے۔ اس کے ابتدائی مبلغین میں حضرت مولانا لال حسین اخترؒ بھی تھے۔ نیز ''ماہنامہ تنظیم اہلسنت'' کے نام سے ایک ماہنامہ اور سہ روزہ ''دعوت'' بھی جاری کیا۔

مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ: ۱۰/جنوری ۱۹۱۱ء کو راجن پور میں پیدا ہوئے، اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسکول ٹیچر کے طور پر فرائض

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

سر انجام دینے لگے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے۔ ''قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری'' شاہ جی نے قابل جوہر کو پہچان لیا اور دارالعلوم دیوبند میں داخل کرادیا۔ آپ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ سے درس حدیث لیا اور تین سال میں علوم اسلامیہ کی تکمیل حاصل کی۔ جب تنظیم اہلسنت کی بنیاد رکھی گئی تو اس میں شامل ہوگئے، بلکہ تنظیم کے حدی خواں بن گئے۔ تنظیم اہلسنت نے ''تنظیم اہلسنت'' کے نام سے رسالہ شروع کیا تو اس کے ایڈیٹر بنادیئے گئے، ایسے ہی سہ روزہ بعد ازاں ہفت روزہ ''دعوت'' کے ذریعہ قوم کی راہنمائی کی۔ ۳۱/علمائے کرام نے ۲۲ نکات مرتب کئے اس میں آپ بھی شامل تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں تنظیم کے مندوب کی حیثیت سے شرکت کی۔ ملتان میں پُرجوش خطاب فرمایا اور گرفتار ہوکر پس دیوارِ زنداں چلے گئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۳۰/دسمبر ۱۹۸۳ء کا آخری جمعہ پڑھایا اور اپنے بیان میں فرمایا کہ زندگی کی دو خواہشیں تھیں۔ نمبر ایک حرمین شریفین کی حاضری اور وہ اللہ پاک نے نصیب فرمادی اور دوسری خواہش تھی ''سیرت اصحاب رسول'' نامی کتاب وہ اللہ پاک نے پوری فرمادی۔ آنے والے بدھ عشاء کی نماز کی امامت کی۔ دوسرے روز ۵/جنوری ۱۹۸۴ء کو رحلت فرماگئے۔ لانگی خان کے باغ میں آپ کی جماعت کے راہنما اور مناظر حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور آپ کو قریبی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ ملک کے نامور خطیب تھے اتنی نپی تلی گفتگو فرماتے اگر اسے نوٹ کیا جاتا تو حشو و زوائد سے پاک ہوتی۔ تقریباً چالیس سال دین اسلام کی خدمت اور عظمت اصحاب رسول کے تحفظ میں گزاری، اگرچہ تنظیم کی بنیاد ڈیرہ نمازی خان کے سرداروں نے رکھی، لیکن ان کے خوابوں کی تعبیر آپ بنے۔

علامہ دوست محمد قریشیؒ: ڈابھیل کے فاضل علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سمیت اساتذہ ڈابھیل کے تلمیذ رشید تھے۔ قبل ازیں تلمیذ انور شاہؒ مولانا واحد بخش سے اکثر کتابیں پڑھیں۔ تنظیم اہلسنت کی بنیاد تو سردار احمد خان پتافیؒ، سردار محمود خان لغاریؒ نے رکھی، لیکن عوامی سطح پر پروان چڑھانے میں حضرت علامہ کا کردار کسی سے کم نہیں۔ آپ صاحب طرز اور خوش الحان خطیب و واعظ تھے، کئی کئی گھنٹے طرز میں تقریر کرتے۔ حضرت فضل علی قریشیؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور مجاز ہوئے۔ ۲۶/مئی ۱۹۷۴ء کو انتقال فرمایا اور اپنے قائم کردہ ادارہ دارالمبلغین کوٹ ادو میں استراحت فرما ہیں۔ آپ تنظیم اہلسنت کے نامور راہنماؤں میں تھے۔

بقیہ:.... اسوۂ نبوی اور رفاہی ریاست

ان کو دوبارہ خط لکھا کہ جن لوگوں کی بچیوں کی شادیاں نہیں ہوئیں اور وہ شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ اس انتظار میں ہیں کہ اخراجات ہوں گے تو ان کی شادیاں کریں گے تو ان کی شادیاں اس رقم سے کروا دو۔ گورنر صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ حضرت! میں یہ بھی کر چکا ہوں۔ حضرت عمرؒ نے تیسرا خط لکھا کہ جن خاوندوں نے اپنی بیویوں کے مہر ادا نہیں کیے اور مہر ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں ان کے مہر ادا کر دو۔

درمیان میں ضمناً یہ بات عرض کر دوں کہ ہمارا یہ بھی المیہ ہے کہ نکاح کے وقت تو بہت زیادہ مہر مقرر کر دیتے ہیں، لیکن بعد میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مہر کا شرعی اصول یہ ہے کہ مہر ایسا ہونا چاہیے جو لڑکے پر بوجھ نہ ہو اور لڑکی کے لیے عار نہ ہو۔

اس پر چند سال پہلے کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں ایک شادی میں گیا تو جس کی شادی تھی وہ نوجوان دیہاڑی دار مزدور تھا اور مہر بہت زیادہ مقرر کر رہے تھے۔ میں نے اس کے باپ سے کہا کہ یہ کیا ظلم کر رہے ہو، یہ اتنا مہر کہاں سے ادا کرے گا؟ اس نے یہ جملہ بولا کہ مولوی صاحب! اللہ سے خیر مانگیں ہم نے کونسا مہر دینا ہے۔ یہ اکثر ذہنوں میں مغالطہ ہوتا ہے کہ مہر دینے کی نوبت تب آتی ہے جب کوئی جھگڑا ہو، طلاق کی نوبت آئے۔ میں نے اس سے کہا کہ بھائی! مہر نکاح کا ہوتا ہے، طلاق کا نہیں ہوتا۔ جب نکاح ہو گیا تو مہر تو دینا ہی ہے۔ بلکہ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی فوت ہو گیا اور اس نے مہر ادا نہیں کیا تو اس کے ترکے میں سے سب سے پہلے قرضے کے حساب میں بیوی کو مہر ادا کیا جائے گا، اور وراثت کا حصہ علیحدہ ملے گا کیونکہ مہر بھی عورت کا حق ہے۔

بہر حال حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے گورنر صاحب کو خط لکھا کہ جن خاوندوں نے اپنی بیویوں کو مہر ادا نہیں کیے اور وہ مہر ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو آپ اس رقم سے ان کے مہر ادا کر دیں۔ انہوں نے جواب لکھا کہ حضرت! یہ بھی کر چکا ہوں۔ اس پر حضرت عمر بن عبد العزیز نے چوتھا خط لکھا کہ جو زمینیں قابل کاشت ہیں اور

حضرت مولانا محمد صالح صاحبؒ

امام وخطیب جامع مسجد رحمانیہ (مین اسٹاپ) بھینس کالونی، لانڈھی

حضرت مولانا محمد صالح صاحبؒ نے ضلع مانسہرہ کے گاؤں ڈھیری حلیم نیل بن میں مولانا عبد الرشیدؒ کے گھر ماہ فروری ۱۹۶۴ء میں آنکھ کھولی۔ ۱۹۷۰ء میں ابتدائی تعلیم راولپنڈی میں حضرت مولانا چراغ الدین شاہؒ کے ادارہ مدرسہ انوار العلوم میں حاصل کی۔ بعد ازاں مدرسہ سراج العلوم میں درجہ حفظ سے موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۹۰ء میں مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد القدیرؒ سے سند فراغت حاصل کی۔

دورۂ حدیث کے بعد ابتداً ضلع مانسہرہ میں امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہے، پھر گیارہ مہینے کوئٹہ بلوچستان کے مشہور دینی ادارہ تجوید القرآن میں درس وتدریس کی خدمات سر انجام دیں۔

۱۹۹۲ء میں آپ کراچی تشریف لائے اور بھینس کالونی میں جامع مسجد رحمانیہ (مین اسٹاپ) میں تادم وفات امامت وخطابت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔

بھینس کالونی میں ساری زندگی میں آپ نے خدمتِ قرآن کے لئے وقف کر دی، سینکڑوں علماء و طلباء نے آپ سے ناظرہ قرآن کریم وحفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے درس قرآن کریم کے ذریعے فتنۂ قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا۔ علاقہ کی سطح پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام کی بھرپور سرپرستی فرمائی۔ کارکنان ختم نبوت سے بہت محبت وشفقت سے پیش آتے تھے۔

تقریباً ایک سال سے زائد عرصہ سے بیماری میں مبتلا تھے کہ ۴/اپریل ۲۰۲۳ء مطابق ۱۳/رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ بروز منگل دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹے عالم دین ہیں۔ مولانا عبد الواحد، مولانا محمد اور چار بیٹیاں عالمہ فاضلہ ہیں۔ اللہ پاک آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آپ کے مشہور اساتذۂ کرام میں شیخ الحدیث مولانا عبد القدیر، مولانا غلام نبی شاہ، مولانا عبد العزیز، مولانا عبد القدوس، مولانا سرفراز احمد خان صفدر اور مولانا قاضی عصمت اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

(صاحبزادہ مولانا عبد الواحد، کراچی)

ویران پڑی ہوئی ہیں ان کی حد بندی کراؤ اور لوگوں کو زراعت کے لیے قرضہ کے طور پر دے دو۔ یہ ہے ویلفیئر اسٹیٹ کا تصور۔

یہ بات میں نے کراچی میں ایک اجتماع میں بیان کی تو ایک نوجوان کھڑا ہو گیا کہ یہ صوبے کا بجٹ تھا یا اٹلانٹک سی (سمندر) تھا کہ صوبے کے خرچے بھی پورے ہو رہے ہیں، تنخواہیں بھی پوری ہو رہی ہیں، مقروضوں کے قرضے بھی ادا ہو رہے ہیں، بے نکاحوں کی شادیاں بھی ہو رہی ہیں اور مہر بھی ادا ہو رہے ہیں؟ اس کا سوال یہ تھا کہ یہ صوبے کا بجٹ تھا یا کوئی سمندر تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ بیٹا تمہارا سوال ٹھیک ہے، لیکن ایک واقعہ اور سن لو تو اس سوال کا جواب بھی سمجھ میں آ جائے گا۔

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلافت کے فرائض سرانجام دینے کے بعد شام کو گھر تشریف لائے تو راستے میں ریڑھی پر انگور دیکھے، جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب خالی تھی۔ آپؒ کی اہلیہ محترمہ فاطمہ بنت عبدالملک رحمہا اللہ، بڑی اچھی خاتون تھیں، بادشاہ کی بیٹی تھی، بادشاہ کی بیوی تھی، بادشاہ کی بہن تھی۔ عبدالملک کی بیٹی، کمانڈر انچیف مسلمہؒ کی بہن، اور ان کا بھائی ولیدؒ بھی بعد میں بادشاہ بنا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے گھر آ کر اہلیہ سے کہا کہ فاطمہ! تمہارے پاس ایک آدھ درہم ہوگا؟ ضرورت پڑ گئی ہے۔ امیر المؤمنین، دمشق کا حکمران کہ آدھی دنیا اس کے تابع ہے اور بیوی سے پوچھ رہے ہیں کہ ایک آدھ درہم ہوگا؟ بیوی نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ راستے میں ریڑھی پر انگور دیکھے ہیں، کھانے کو جی چاہتا ہے لیکن جیب میں پیسے نہیں ہیں۔ ایک آدھ درہم گھر میں ہو تو انگور لے لیں۔ اہلیہ نے کہا آپ کی جیب میں نہیں ہے تو میرے پاس کہاں سے آئے گا؟ پھر اہلیہ نے بیویوں والی بات بھی کی کہ حضرت! امیر المؤمنین ہیں اور ایک صاع انگور خریدنے کے لیے آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں؟ اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ انگور خرید سکیں۔ اس پر امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تاریخی جواب دیا۔ فرمایا، فاطمہ! جس درہم کی تم بات کر رہی ہو، وہ درہم نہیں، آگ کا انگارہ ہے۔ آج کی اصطلاح میں اس کو ”صوابدیدی فنڈ“ کا نام دیا جاتا ہے، ہر حاکم کا صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے، جہاں چاہے خرچ کرے۔

میں نے اس سوال کرنے والے نوجوان سے کہا: بیٹا! جس ملک کا حکمران بیت المال کے درہم کو آگ کا انگارہ سمجھے گا وہاں پیسے ہی پیسے ہوں گے۔ مقروضوں کے قرضے بھی ادا ہوں گے، کنواروں کی شادیاں بھی ہوں گی، مہر بھی ادا ہوں گے اور کسانوں کو قرضے بھی ملیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ملک کا حکمران سرکاری خزانے کے روپے کو آگ کا انگارہ سمجھے۔

میں نے یہ بات بیان کی ہے کہ رفاہی ریاست کیا ہوتی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کیا ماحول دیا ہے؟ یہی ماحول حضرات خلفائے راشدین کے زمانے میں ویلفیئر اسٹیٹ کا معیار بنا، جسے آج تک دنیا فالو کر رہی ہے اور ہم نے اسے چھوڑ رکھا ہے۔ پاکستان بنتے ہوئے یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہوگی، لیکن کیا ہمارے پاس وسائل کم ہیں، کیا پاکستان وسائل کے اعتبار سے غریب ملک ہے؟ نہیں! پاکستان اپنے وسائل کے اعتبار سے دنیا کے خوشحال ترین ممالک میں سے ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر چیز عطا کی ہوئی ہے۔ صرف دو باتوں کی ضرورت ہے۔ حکمران سرکاری مال کو آگ کا انگارہ سمجھیں، اور حکومت کو یہ فکر ہو کہ مقروضوں کے قرضے ادا کرنے ہیں، کنواروں کی شادیاں کرنی ہیں، خاوندوں کے مہر ادا کرنے ہیں، کسانوں کو قرضے دینے ہیں۔ حکمرانوں کا یہ مزاج ہو جائے تو پاکستان کسی سے کم بھی نہیں ہے، صرف اس رخ پر واپس جانے کی ضرورت ہے۔

میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ذکر کیا کہ آپ نے اعلان فرمایا تھا ”من ترک مالاً فلورثتہ“ کہ جو آدمی مال چھوڑ کر فوت ہوا، اس کے مال کو ہم ہاتھ نہیں لگائیں گے، مال وارثوں کا ہے۔ ”ومن ترک کلاً او ضیاعاً فالیَّ وعلی“ جو آدمی بوجھ اور قرضہ چھوڑ کر مرا یا بے سہارا خاندان چھوڑ کر مرا وہ ہمارے ذمے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے ہزاروں پہلوؤں میں سے اس ضرورت کی طرف متوجہ ہوں جو آج کی سب سے بڑی قومی ضرورت ہے اور اپنی مشکلات اور مسائل کا حل امریکہ، برطانیہ اور چین سے مانگنے کے بجائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں، حضرات خلفائے راشدینؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے پوچھیں۔ ان کے ہاں سے ہی اس کا حل ملے گا کیونکہ سب کچھ تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحیح رخ پر اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے راستے پر آنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین۔ ☆☆

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	5100
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	130
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
15	سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
17	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
18	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
19	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (دوجلدیں)	رسائل اکابرین	400
20	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	120
21	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	250

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ